"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

امان ۱۳۵۲ ہش — مارچ ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر عبدالباسط شاہد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اِسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"
(المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۹ | امان ۱۳۵۲ھش | شمارہ ۵

مارچ ۱۹۷۳ء

(ایڈیٹر)
عبد الباسط شاہد

فہرست

پبلشر :- محمد شفیق قیصر
مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ
سالانہ چندہ :- سات روپے
قیمت فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

اداریہ

تائیدِ الٰہی

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے نشانات اور برکاتِ سماوی سے اس طرح متمتع ہو رہی ہے کہ جس کی نظیر اس زمانہ میں کسی اور جگہ نہیں پائی جاتی۔ پچھلے دنوں جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اس عظیم الشان پیشگوئی کی مناسبت سے ۲۰ فروری کو جماعتوں میں جلسے کئے گئے اور خدا تعالیٰ کے اس احسان پر شکر ادا کیا گیا کہ ہم نے اس چمکتے ہوئے نشان کو پورا ہوتے دیکھا۔

مارچ کا مہینہ ہمیں اس نشانِ آسمانی کی یاد دلاتا ہے جو جماعت میں ایک دشمنِ اسلام لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی کے طور پر مشہور ہے ۔۔۔۔ اس پیشگوئی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر یہ اعلان فرمایا کہ مذکورہ دشمنِ اسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بڑی دریدہ دہنی سے گستاخی کا ارتکاب کرتا ہے، اپنے اس جرم کی پاداش میں ایک معیّن عرصہ کے اندر اندر قتل کر دیا جائے گا ۔۔۔۔ اس جلالی پیشگوئی کے عین مطابق لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ہلاک ہو کر صداقتِ احمدیت پر مُہر کر گیا۔

یہ اور ایسے ہی اَن گنت دوسرے نشانات اور خدا تعالیٰ کا غیر معمولی پیار و محبت کا سلوک ہمارے دلوں میں غیر متزلزل ایمان و یقین پیدا کرتا اور ہمیں یہ بصیرت بخشتا ہے کہ عظیم طاقتوں کا مالک خدا تعالیٰ ہمیشہ کی طرح اب بھی اپنے پیاروں کی تائید پر کھڑا ہے اور ہر وہ شخص جو حقیقی معنوں میں اسے ہی کارساز سمجھتا اور اس پر توکل کرتا ہے وہ کبھی اس کی مدد اور نصرت سے محروم نہیں رہتا۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ جلا نہیں سکی تھی، اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پانی میں غرق ہونے سے محفوظ رہے تھے جبکہ آپ کا دشمن آپ کی آنکھوں کے سامنے انتہائی حسرت و مایوسی کے عالم میں اسی پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو گیا تھا۔ اگر ختمی مآب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کی تمام مخالفتوں کے باوجود کامیاب و کامران ہوئے تھے تو آپ کے عاشقِ صادق غلام اور اس کے سچے متبعین بھی کسی مخالف کی مخالفت اور ریشہ دوانیوں سے خائف و بددل نہیں ہو سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہے سرِ راہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم　　پس نہ بیٹھو میری رہ میں اے شریرانِ دیار
سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں　　اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ابتلاء میں گھبرانا نہیں چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

"میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی وجہ سے قسم قسم کے ابتلاء اور مشکلات پیش آئیں گے۔ لیکن میں کیا کروں یہ ابتلاء نئے نہیں۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور کوئی اس کی طرف جاتا ہے تو اس کے واسطے ضرور ہے کہ ابتلاؤں میں سے ہو کر گزرے۔ دنیا اور اس کے رشتے عارضی اور فانی ہیں مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تو ہمیشہ کے لئے معاملہ پڑتا ہے پھر اس سے آدمی کیوں بگاڑے؟ دیکھو صحابہ کو کچھ تھوڑے ابتلاء پیش آئے تھے؟ ان کو اپنا وطن، مال و دولت، اپنے عزیز رشتہ دار سب چھوڑنے پڑے لیکن انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں ان چیزوں کو مری ہوئی مکھی کے برابر نہیں سمجھا۔ خدا تعالیٰ کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ خدا تعالےٰ نے بھی ان کی کس قدر قدر کی۔ اس سے وہ خسارہ میں نہیں رہے بلکہ دنیا و آخرت میں انہوں نے وہ فائدہ پایا جو اس کے بغیر انہیں مل ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے اگر کوئی ابتلاء آوے تو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ابتلاء مومن کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ اس وقت روح میں عجز و نیاز اور دل میں ایک سوزش و جلن پیدا ہوتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کے آستانہ پر پانی کی طرح گداز ہو کر بہتا ہے۔ ایمان کامل کا مزا ہم و غم ہی کے دنوں میں آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۲۶، صفحہ ۲۲۷)

محترم جناب نسیم سیفی صاحب

تسکینِ یقیں

تسکینِ یقیں ہے راحتِ دل یہ وہم و گماں کی بات نہیں
یہ عشق و وفا کا سودا ہے یہ سود و زیاں کی بات نہیں

پلکوں پہ لرزتے اشکوں نے دُنیا کی رنگت بدلی ہے
ہے دل کے دھڑکنے کا یہ بیاں یہ نوکِ زباں کی بات نہیں

اس ظلمتِ شب میں بھی تو یہاں تنویر کے دھارے بہتے ہیں
ہاں اے غمِ جاناں تُو خوش ہو یہ آہ و فغاں کی بات نہیں

اعلانِ محبت کرنے کو ہم کُوچہ بہ کُوچہ پھرتے ہیں
سر اپنی ہتھیلی پہ رکھنا یہ روزِ نہاں کی بات نہیں

دیکھو تو ذرا تم میری طلب اور حُسنِ طلب کی داد بھی دو
مانگا ہے فقط اک گوشۂ دل یہ کون و مکاں کی بات نہیں

احساس کی مٹتی قدروں نے محرومِ نوازش ہی رکھا
بیداری بھی غفلت میں کٹی یہ خوابِ گراں کی بات نہیں

خاموش نسیمِ ناکارہ یہ سُست روی راحت طلبی
ساحل کا فسانہ کہتے ہو، یہ سَیلِ رواں کی بات نہیں

محترم جناب نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء)

مقامِ خلافت — حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں!

خاکسار کی تقریر کا موضوع ہے "مقامِ خلافت — حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی نظر میں۔" گویا مجھے آپ کی خدمت میں یہ بیان کرنا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ خلافت کے متعلق کیا سمجھتے تھے اور حضور نے اس سلسلہ میں کیا ارشادات فرمائے تھے اور ان ارشادات کی روشنی میں ہم کیا سمجھتے ہیں کہ حضورؓ کی نظر میں خلافت کا کیا مقام تھا۔ بات بالکل سیدھی سادی ہے مختلف مواقع پر حضرت خلیفہ اوّلؓ نے خلافت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور ان خیالات کو عملی طور پر اپنی خلافت پر منطبق کر کے دکھایا اور اپنے بعد کی خلافت کے متعلق بھی واضح الفاظ میں جماعت کی رہنمائی فرمائی۔ میں حضورؓ کے یہ تمام ارشادات آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا لیکن اس سے قبل کہ میں وہ ارشادات پیش کروں میں یہ چاہتا ہوں کہ خلافت جس کا مقام حضرت خلیفہ اوّلؓ کے الفاظ میں متعین کرنا ہے اس کی اہمیت کے متعلق کچھ گزارش کروں اور اسی طرح جس ہستی کی نظر میں خلافت کا مقام میرا موضوعِ سخن ہے اس کے متعلق بھی بعض باتیں بیان کروں تاکہ زیرِ بحث موضوع کی اہمیت بھی سامنے آجائے اور جس ہستی کے ارشادات پیش کرنا میرا کام ہے اس کی شخصیت بھی پیشِ نظر رہے۔

قرآن کریم اور خلافت

قرآن کریم میں نہایت واضح طور پر جس آیت میں خلافت کا ذکر موجود ہے وہ یہ ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط

یعنی اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردیگا اور اُن کے خوف کی حالت کے

بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل
کر دے گا۔

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے
اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے
کہ وہ انہیں گزشتہ اُمتوں کی طرح خلافت عطا کریگا اور اس
خلافت کے ذریعہ سے اُن کے دین کی مضبوطی کا انتظام فرمائیگا
اور جب اُن پر خوف کی گھڑیاں طاری ہوں گی خلافت کی
برکت کی وجہ سے اُن کی اِس حالت کو امن میں بدل دے گا۔

اگرچہ خلافت کا لفظ اسلامی اصطلاح میں مختلف
معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن جس معنی سے میرے موضوع
کا تعلق ہے وہ ایسی خلافت ہے جو کسی نبی کے بعد قائم
ہوتی ہے اور اپنے نبی متبوع کی برکات کو ممتد کرنے کا
باعث بنتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی
خلافت کے متعلق فرماتے ہیں :-

"ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے
بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے
اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال
کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور
یقین کر لیتے ہیں کہ اب جماعت نابود
ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ
بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی
کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد
ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب
خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست
قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی
جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو
اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اِس
معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر
صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔"

(الوصیۃ)

نبیوں کی وفات پر اُن کی خلافت کے قیام کا
ذکر فرمانے کے بعد اور سب سے نمایاں اور قریب ترین
مثال یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مثال دے کر حضور
علیہ السلام اپنے متعلق فرماتے ہیں :-

"سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے
سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو[1]
قدرتیں دکھلاتا ہے تا وہ مخالفوں کی
دو[2] جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے
سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی
قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے اس لئے
تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے
پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور
تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ
تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی
ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے
لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا
سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب
تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا
تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے
لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ
رہے گی جیسا کہ خدا کا "براہین احمدیہ"
میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات
کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت
وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں
اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت
تک دوسروں پر غلبہ دونگا سو ضرور
ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا
بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی
وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں
کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے
وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس
نے وعدہ فرمایا ہے۔"

دوسری قدرت سے مراد خلافت ہے۔ اس
خلافت کے قیام، استحکام اور تسلسل کی ایک نہایت
واضح جھلک حضور علیہ السلام کی تصنیف شہادۃ القرآن
میں ملتی ہے۔ حضورؑ اس تصنیف میں آیتِ استخلاف کا
کا ذکر کرکے فرماتے ہیں:۔

"اس آیت میں بھی مماثلت کی طرف
صریح اشارہ ہے اور اگر اس مماثلت
سے مماثلت تامہ مراد نہیں تو کلام
عبث ہوا جاتا ہے کیونکہ شریعت
موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت
کا سلسلہ ممتد رہا، نہ صرف تیس برس تک،
اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری ہوئے
نہ صرف چار، اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔"
(شہادۃ القرآن ص۴۸)

اس بات کو مزید واضح کرنے کے لئے کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت صرف تیس سال تک کے لئے
نہیں تھی بلکہ اس سے بہت زیادہ عرصہ کے لئے تھی حضور
علیہ السلام شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں:۔

"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰہُ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی
الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِھِمْ کی عمومیت سے انکار
کرکے کہتے ہیں کہ مِنْکُمْ سے مراد صحابہؓ
ہی ہیں اور خلافتِ راشدہ حقہ انہیں
کے زمانے تک ختم ہوگئی اور پھر قیامت
تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان
نہیں ہوگا گویا ایک خواب و خیال کی طرح
اس خلافت کا صرف تیس برس ہی کا دور
تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک
لازوال نحوست میں پڑ گیا۔"
(شہادۃ القرآن ص۳۳)

نیز:۔ "ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور
غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ

وہ اِس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ نے اِس اُمّت کے لئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرمایا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔ اور اگر خلافتِ راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دَور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اِس اُمّت پر ہمیشہ کے لئے ابوابِ سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلے کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے۔"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۷)

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حاجی الحرمین حکیم الاُمّت حضرت مولانا نورالدینؓ کے ذریعہ نظامِ خلافت کا قیام ہُوا اور جماعت کے اکثر سربرآوردہ اصحاب نے حضورؓ کی خدمت میں تحریر کیا:۔

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اِس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اَعلم اور اَتقیٰ ہیں اور حضرت امام علیہ السلام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اُسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپؑ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہریک زِ اُمّت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے، کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

حضرت حکیم الاُمّت کی وقعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں کیا تھی اس کی ایک جھلک "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں ملتی ہے جہاں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جب سے میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے مامور کیا گیا ہوں اور حیّ و قیوم کی طرف سے زندہ کیا گیا ہوں دین کے چیدہ مددگاروں کی طرف شوق کر رہا ہوں۔ اور وہ شوق اُس شوق سے بڑھ کر ہے جو ایک پیاسے کو پانی کی طرف ہوتا ہے۔ اور میں رات دن خدا تعالیٰ کے

حضور چلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے میرے ربّ میرا کون ناصر و مددگار ہے میں تنہا اور ذلیل ہوں، پس جبکہ دعا کا ہاتھ پے در پے اُٹھا اور آسمان کی فضا میری دُعا سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدّیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ ہے اور میرے اُن مخلص دوستوں کا خلاصہ ہے جو دین کے بارے میں میرے دوست ہیں اُس کا نام اُس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔ وہ جائے ولادت کے لحاظ سے بھیروی اور نسب کے لحاظ سے قریشی ہاشمی ہے جو کہ اسلام کے سرداروں میں سے اور شریف والدین کی اولاد میں سے ہے پس مجھ کو اُسکے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی کہ گویا کوئی جُدا شدہ عضو مل گیا اور ایسا سرور ہوا جس طرح کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملنے سے خوش ہوئے تھے۔ اور جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے ملا اور میری نظر اُس پر پڑی تو میں نے اُس کو دیکھا کہ وہ میرے ربّ کی آیات میں سے ایک آیت ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری اُسی دُعا کا نتیجہ ہے جس پر میں مداومت کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام (عربی سے ترجمہ) ص۵۸۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا:۔

"وہ ہر ایک امر میں میری اس طرح پَیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پَیروی کرتی ہے۔"

"مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدّیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے اور باریک بین اور نکتہ رس۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مجاہدہ کرنے والا اور کمال اخلاص سے اس کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والا ہے کہ کوئی محب اس سے سبقت نہیں لے گیا۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

(باقی)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کھانے میں برکت

حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"میاں عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ نے جو حضرت مسیح موعود کے بہت مخلص اور پرانے قدیم صحابی تھے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند مہمانوں کی دعوت کی مگر عین اُس وقت جب کہ کھانا کھانے کا وقت آیا زیادہ مہمان آگئے اور مسجد مبارک مہمانوں سے بھر گئی۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے حضرت بیوی جی کو اندر کہلا بھیجا کہ "اور مہمان آگئے ہیں کھانا زیادہ بھجواؤ۔"

اس پیغام کے جانے پر .... حضرت اماں جان نے گھبرا کر حضرت مسیح موعود کو اندر بلوایا اور کہا کہ کھانا تو بہت تھوڑا ہے اور صرف ان چند مہمانوں کے مطابق پکایا گیا تھا جن کے متعلق آپ نے فرمایا تھا۔ اب کیا کیا جائے؟ حضرت مسیح موعود نے بڑے اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ :-

"گھبراؤ نہیں اور کھانے کا برتن میرے پاس لے آؤ۔"

پھر حضرت مسیح موعود نے اس برتن پر ایک رومال ڈھانک دیا اور رومال کے نیچے سے اپنا ہاتھ گذار کر اپنی انگلیاں چاولوں کے اندر داخل کر دیں اور پھر یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لے گئے کہ :-

"اب تم کھانا نکالو خدا برکت دے گا۔"

میاں عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ کھانا سب نے کھایا اور سب سیر ہو گئے اور کچھ بچ بھی گیا۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل روایت ۱۴۴)

(منقول از آئینہ جمال صفحہ ۶۵-۶۶)

محترم جنید ہاشمی صاحب ربوہ

(قسط چہارم)

حضرت مسیحؑ کی گم شدہ بھیڑیں

(سلسلہ کے لئے دیکھئے "خالد" جنوری ۱۹۷۲ء)

ہجرت موسیٰ علیہ السلام (EXODUS) کے دو سو سال بعد تک اسرائیلی قبائل آہستہ آہستہ "چرواہوں" کی طرزِ زندگی سے شہری یا مہذب زندگی کی طرف مائل ہو رہے تھے۔ اب وہ زیتون، انجیر اور انگور کی کاشت کرنے لگ پڑے تھے۔

حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی بادشاہت کی وجہ سے ان میں قومی تصور اور اتحاد پیدا ہو چلا تھا لیکن ہر قبیلے نے اپنے اپنے طور پر کنعان پر قبضہ کیا تھا اور کنعانی کسی وقت بھی کالعدم نہیں ہوئے بلکہ بتدریج مغلوب ہوتے گئے یا اسرائیل میں مدغم ہو گئے۔ حضرت داؤدؑ نے پہلی مرتبہ یوروشلم کو فتح کیا اور حضرت سلیمانؑ کے وقت فلسطین اور اردگرد کے علاقے ان کے زیرِ نگیں رہے۔ دراصل بنی اسرائیل کی مصر سے ہجرت نے ان کو ایک مذہب سے روشناس کیا اور کنعان میں آبادکاری نے ان کو رہنے کیلئے زمین دی اور فلسطینی قوم کے دباؤ کی وجہ سے ان کو بادشاہت ملی۔ یہ فلسطینی قوم بارہ سو سال قبل مسیح جب رعمیسس ثالث پر سمندر کے راستے حملہ آور ہوئی تو شام کے شمالی حصوں اور ارضِ کنعان میں آکر آباد ہو گئی۔ یہ لوگ بحیرہ ایجئین کے آس پاس جزیرہ کریٹ اور قبرص سے شمالی آرین قبیلوں کے دباؤ کی وجہ سے اس زرخیز سرزمین پر آباد ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے اس ملک کا نام فلسطین رکھا گیا۔ انہوں نے بنی افرائیم اور بنو یامین کو شکست دی۔ حضرت سلیمانؑ کے وقت یوروشلم کا ہیکل دوبارہ تعمیر ہوا۔ اور ملک کا باقاعدہ نظم و نسق قائم کیا گیا اور بڑی بڑی عمارتیں، قلعے اور محلات تعمیر کئے گئے۔ انہوں نے اگر ایک طرف فرعون کی بیٹی سے شادی کی تو دوسری طرف طائر کے بادشاہ حرام سے تجارتی معاہدہ کیا۔ بحر احمر اور عرب و یمن سے تجارت کے بحری راستے مستحکم کئے۔ فوجی اہمیت کے قلعے تعمیر کر کے گھوڑوں کے رسالے منتظم کئے۔ بارہ مختلف ضلعوں میں بارہ افسر مقرر کئے تاکہ سال بھر کا ٹیکس جمع کریں وغیرہ۔

حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل ایک دفعہ پھر بغاوت اور بدعات کی وجہ سے آپس میں کشت و خون کے خوگر ہو گئے۔ ہیکل سلیمانی

کے مقابل یوروبوآم بن نباط نے یہودیہ (تھا) کی صورت
دو بچھڑوں کے بتوں پر بنا کر شمال اور جنوب کے پرانے
ہیکلوں کو تعمیر کیا اور شیخم کو اپنا دار السلطنت قرار دیا
اور بائیس برس تک حکومت کرتا رہا۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد
۸۸۰ قبل مسیح تک ہمیں صرف اومری اور اخاب نام کے
بادشاہوں کا ذکر قابل مطالعہ ملتا ہے۔ آثار قدیمہ کی
کھدائی سے بھی سماریہ میں اومری اور اخاب کی تعمیر کردہ
شاندار عمارات کے کھنڈرات دریافت ہوئے ہیں۔ ایک
کتبے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسیریا کے بادشاہ سلمان نصر
ثالث نے ان بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور یہودیوں
کو اسیر کر کے لے گیا تھا۔ کتبہ پیکونی رسم الخط میں درج ہے کہ:-

"اس کے شاہی شہر قرقر کو میں نے
لوٹا، تباہ کیا اور جلا ڈالا۔ بارہ سو
رتھیں، بارہ سو گھوڑے، دس ہزار
باشندے ارخولینی اور حمص کے
رہنے والے تھے۔ اور دو ہزار رتھیں،
اور دس ہزار اخاب کے اسرائیلی تھے
جن کو اسیر بنا کر میں اپنے ہمراہ لایا۔"

اسیریا پہلی دفعہ اسرائیل کے علاقوں سے مؤثر طور پر
اُس وقت متوجہ ہوا جب اسور ندیپال ثانی (۸۸۴ء،
۸۵۹ قبل مسیح) بادشاہ تخت نشین ہوا۔ یہ ۸۷۶ء ق م
میں شمالی فلسطین پر حملہ آور ہوا اور فونیشیا کے اندر تک
گھس آیا۔ اگرچہ اس نے اسرائیل اور دمشق کو کچھ نہ
کہا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے سلمان نصر ثالث نے
۸۵۳ء ق م میں قرقر کو تباہ و برباد کر دیا۔ جیسا کہ
اُوپر ذکر کیا گیا ہے سلطنت دمشق ان دونوں ملکوں کے
درمیان بفر سٹیٹ (فاصل ملک) کی حیثیت سے کام
آتی رہی۔ تاہم اسرائیل اور شامیوں کی آپس میں لڑائیوں
کے باعث بنو اسرائیل ذلت اور رسوائی کی انتہاء گہرائیوں
میں گر گئے۔ اس کا ثبوت ہمیں برٹش میوزیم کے اس
سیاہ پتھر سے ملتا ہے جس میں اسیریا کے بادشاہ کے
سامنے یہودیہ کا بادشاہ یہو سجدہ ریز ہے۔ اور نیچے
اُس تاوان کی فہرست ہے جو اپنی جان بخشی کے لئے ادا
کیا گیا تھا۔ یہوآہاز کے پاس صرف "پچاس سوار، دس
رتھیں اور دس ہزار پیادہ رہ گئے تھے۔ اور یروشلم
کے ہیکل اور محلات سے تمام خزانہ ضبط کر لیا گیا تھا۔
البتہ یوروبوآم ثانی (۷۴۳-۷۸۲ ق م) کے زمانہ میں
پھر بنی اسرائیل کو حمص سے لیکر بحیرۂ عربہ تک کا علاقہ
مل گیا۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اسیریا اب شامیوں
سے جنگ میں مصروف تھا۔ سماریہ کو ۷۲۲ء میں تباہ و برباد
کر دیا گیا تھا۔ یہ زمانہ آموس اور ہوسیا نبیوں کا تھا۔
جن کی زبان سے خدا تعالیٰ کا کلام ہے:-

"انہوں نے بادشاہتیں قائم
کر لی ہیں لیکن مجھے بھول گئے ہیں اور
کہتے ہیں کہاں گیا یہوہ۔ میں نے
بھی اپنے غضب میں ایک بادشاہ کھڑا
کیا ہے جو انہیں نیست و نابود کر دیگا۔"

چنانچہ تجلس پلیسر ثالث نے اسرائیل کو خراج دینے والا
صوبہ بنا لیا (۷۳۸ء ق م) معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل
میں اس وقت صرف ساٹھ ہزار لوگ ٹیکس ادا کرتے تھے۔

اسیرین کتبات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسیریوں نے اسرائیل کا شمالی حصہ تباہ و برباد کر دیا اور باقیماندہ علاقہ پر اپنا کٹھ پتلی بادشاہ بٹھا دیا جس نے صرف پانچ سال تک حکومت کی تا آنکہ ۷۲۲ قم دارالسلطنت سماریہ کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور اس کے باشندوں کو ملک بدر کر دیا گیا جن کی جگہ اردگرد کے علاقوں سے لوگوں کو آباد کیا گیا۔ چنانچہ اسیرین کتبہ پر سلمان نصر پنجم کی کندہ شدہ عبارت میں یہ درج ہے کہ:۔

"سماریہ کو میں نے حکومت کے پہلے سال ہی (۷۲۱ ق م) محاصرے کے بعد برباد کر دیا۔ ۲۷۲۹۰ باشندوں کو اسیر بنا کر اپنے ہمراہ لے آیا۔ پچاس فوجی رتھیں قابو کیں۔ دیگر مفتوحہ علاقوں سے لوگ لا کر یہاں آباد کئے اور اسیرین روایات کے مطابق ان پر بھاری ٹیکس عائد کئے۔"

جو اسرائیلی جلا وطن یا اسیر بنا کر مختلف ممالک میں پھیلائے گئے تاریخ ان کا اتہ پتہ ڈھونڈنے سے قاصر ہے البتہ بابلیوں نے جن باشندوں کو یہودیہ کے شمالی حصہ سے گرفتار کیا ان میں اشعیاہ اور یرمیاہ نبی یا حزقیہ اور یوسعیاہ نبی کی آوازوں کی بازگشت کا پتہ ملتا ہے کہ یہ یہودی مذہب کی اصلاحات کا کام کرتے رہے۔ جو کہ تخمیناً ۶۰۵ قم سے ۵۸۶ قم کا زمانہ ہے۔

ساتویں صدی قبل مسیح اسرائیلی مذہب اور تاریخ کے لحاظ سے بڑی اہم ہے کیونکہ اس میں اسیریا حکومت میں متعدد سازشوں کے بعد سنخرب تخت نشین ہوا جس نے یوروشلم کا محاصرہ کیا۔ اور ادھر یسعیاہ نبی کی پیشگوئیوں نے ایک دفعہ پھر بنی اسرائیل میں جان ڈال دی اور وہ قدرے اکٹھے ہو گئے۔

"اور اس طرح ہمارا خداوند خدا فرماتا ہے کہ تم لوگ واپس لائے جاؤ گے اور بچائے جاؤ گے۔ خاموشی اور اعتماد ہی سے تمہاری طاقت بنے گی اور خدا کی بادشاہت دوبارہ قائم ہوگی۔"

سنخرب کے محاصرہ سے قبل بنی اسرائیل نے اپنی کچھ اصلاح کر لی تھی وہ یوروشلم کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر روتے اور دعا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے سر منڈوا دیئے تھے اور کمر میں بوریے باندھ لئے تھے (حضرت) موسیٰ کا تانبے اور سونے کا "اژدہا" کچل ڈالا جس کی وہ پرستش کرتے تھے) اور دیگر شرک کی چیزیں جنہیں وہ "نختان" کہتے تھے توڑ پھوڑ ڈالیں۔ سنخرب ۷۰۱ قم یوروشلم سے واپس چلا گیا اور بنی اسرائیل کی حکومت صرف یوروشلم کے گرد و نواح تک محدود ہو گئی۔ باقی ملک کے شہر نذر تیغ و آتش کر دیئے گئے۔ سنخرب کے بعد اس کے جانشینوں نے مصر اور بابل پر بھی قبضہ کر لیا اور فلسطین کے لوگ ایک دفعہ پھر فسق و فجور اور شرک و بدعات میں مبتلا ہو گئے اور اسیرین سلطنت اشور بنی پال (۶۲۵ قم کے زمانہ میں اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ اشور بنی پال کے مرنے کے بعد اسیریا کے

ملحقہ علاقوں کی حکومتوں نے اپنا دباؤ بڑھانا شروع کر دیا۔ چنانچہ میڈیا ایک طرف سے اور سکاتھیین (جو شمال مشرق کے خانہ بدوش تھے) دوسری طرف سے حملہ آور ہوئے۔ اسیریا اپنے باہر کے صوبوں پر تسلط نہ رکھ سکا مصر بھی آزاد ہو گیا۔ جس کی وجہ سے یہودیوں کو پھر ایک دفعہ تقویت ملی۔ بلکہ کہتے ہیں ہیکل کی مرمت کے دوران شریعت موسوی کی کتاب جو گم ہو چکی تھی دوبارہ دستیاب ہو گئی۔ جس کے نتیجے میں بعض رسومات شرک اور بدعات کا خاتمہ کر دیا گیا اور بہت سی اصلاحات جاری ہوئیں۔

اُدھر ۶۰۵ء (ق م) میں نے بخت نصر نے قرقمش کے مقام پر فرعون نیخو کو عبرتناک شکست دیدی۔ اور ۶۰۱ ق م میں اس نے فلسطین کی طرف توجہ دی لیکن بنی اسرائیل نے اطاعت قبول کر لی اور تین سال تک ذرا امن رہا۔ پھر بغاوت کر دی۔ چنانچہ نے بخت نصر یہودیوں کے بادشاہ یہویاکن، اس کی ماں، اس کی بیویوں اور گھر بار سمیت سب سول اور ملٹری افسروں کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لے گیا۔ وہ نے بخت نصر کی موت تک ۴۵ سال وہاں اسیر رہے۔ اس طرح قریباً دس ہزار بنی اسرائیلیوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔

۵۸۶ ق م میں بنی اسرائیل ایک دفعہ پھر فرعون ہوفرا کی امداد کے وعدہ پر آمادہ بغاوت ہوئے لیکن نے بخت نصر نے یوروشلم کا اٹھارہ ماہ تک محاصرہ رکھا۔ ہوفرا کو شکست ہوئی۔ یوروشلم میں تباہی بربادی، قحط اور واویلا کا دور شروع ہو گیا۔ یہودی بادشاہ بھاگ کھڑا ہوا لیکن پکڑا گیا اور اپنے بیٹوں کے قتل دیکھ کر اندھا کر دیا گیا۔ بابلیوں کے جنرل کو حکم دیا گیا کہ "جو کچھ فنا کیا جا سکتا ہے فنا کر دو"۔ چنانچہ اس علاقہ میں صرف نچلے درجہ کے چند لوگ کھیتی باڑی کے لئے رہ گئے۔ جو بچ گئے ملک بدر کر دیئے گئے پھر بنی اسرائیل کا فلسطین میں رومی حکومت کے زمانے تک کوئی پرسان حال نہ ہوا۔ اب امید صرف بابلی اور اسوری حکومتوں میں رہنے والے بنی اسرائیل کے درمیان ہی رہ گئی تھی۔ تنی اسرائیل کی جلاوطنی کا یہ زمانہ ۵۸۶ ق۔م سے خورس (ذوالقرنین) تک شمار کیا جاتا ہے۔ اسے "بنی اسرائیل کا بکھرنا" (DIASPORA) کہتے ہیں +

(باقی)

-/۲۰۰ دو صد روپے کے نقد انعامات

تمام خدام مطلع رہیں کہ امسال مرکزی مقالہ کا عنوان "سیرت خیر الرسل از روئے قرآن مجید و احادیث" مقرر کیا گیا ہے۔ مقالہ دس تا پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ مرکز میں مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ ر جون ۱۹۷۲ء ہے۔ اس کے بعد موصول ہونے والے مقالے مقابلہ میں شمار نہیں ہوں گے۔ اوّل، دوم اور سوم انعام علی الترتیب -/۱۰۰ روپے، -/۶۰ روپے اور -/۴۰ روپے کے ہوں گے۔ تمام مقالہ نگار اپنے اسماء سے جلد مطلع کریں تا ان کی مناسب راہنمائی کی جا سکے۔

(شفیق احمد طاہر مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقق
لاہور

یوز آسف

بلادِ ہند میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو نام مشہور ہوئے۔ ایک عیسیٰ مسیح اور دوسرا یوز آسف۔ بھوش پُران میں ہمالہ دیش میں عیسیٰ مسیح کے بسنے کا ذکر ہے۔ ایک ساکا کا راجہ (غالباً کنشک؟) سے آپ کا مکالمہ درج ہے۔ آپ نے خود بتایا کہ میرا نام "عیسیٰ مسیح" ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ راجہ نے آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر آپ کو ہمالہ دیش میں پورے طور پر بسا دیا۔ یوں اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ تبت کے لاماؤں کے پاس جو طومار ہیں ان میں بھی عیسیٰ ISA نام ملا ہے۔ بعد میں آپ کا نام یوز آسف مشہور ہوا۔ کشمیر میں یوز آسف کا مقبرہ موجود ہے۔ یوز آسف کے نام سے ایک قدیم صحیفہ بھی ہے جس میں انجیل کی بعض تماثیل درج ہیں۔ اہلِ ہند کی قدیم روایت کا ذکر ہے کہ یوز آسف سرینگر میں فوت ہوئے وہیں ان کا مزار بنا۔ عیسیٰ مسیح کی موجودگی میں "یوز آسف" نام کیوں مشہور ہوا؟ اس کی ممکن توجیہات حسب ذیل ہو سکتی ہیں۔

(۱)

کنشک ایک کشان راجہ تھا۔ وہ شہنشاہِ ہند بن گیا۔ اس نے کشمیر اور کاشغر کو ایک تاج کے نیچے جمع کر دیا۔ مذہب کے لحاظ سے وہ بدھ تھا۔ بدھ مذہب کی اشاعت میں اُسے ید طولیٰ حاصل تھا۔ بدھ مذہب میں پیشگوئی ہے کہ گوتم کے بعد ایک "بدھ ست" آئے گا۔ "ست" کے معنے جوہر کے ہیں یعنی بدھ کی رُوح لیکر ایک شخص پیدا ہو گا۔ ویسے بدھ کے ہر پیرو کو "بدھ ستوا" کہتے تھے۔ علماء کہتے ہیں کہ "بدھ ست" کا "بودسف" بنا اور اس کا یوز آسف ہو گیا۔ اگر یہ توجیہہ درست ہے تو کنشک نے یا بدھوں نے حضرت مسیح کو ایک بدھ ولی کے روپ میں دیکھ کر آپ کو "بدھ ست" کہا جو کہ یوز آسف بن گیا۔ بدھ روایت ہے کہ بوداسف طویل سیاحت کے بعد کشمیر میں آیا اور یہاں فوت ہو کر دفن ہوا۔ قرینِ قیاس ہے کہ بدھ مت والوں نے عیسیٰ مسیح کو بوداست کا خطاب دیا جو کہ یوز آسف بن گیا۔ بعد میں بہت سی غیر متعلقہ کہانیاں اس شخصیت کے بارہ میں مشہور ہو گئیں۔ اسے ایک ہندو شہزادہ بنا دیا جس نے بدھ مذہب قبول کر لیا۔ قرونِ اولیٰ کے صحیفہ یوز آسف میں یہ کہانیاں درج ہیں۔ اس صحیفہ کے آخر میں لکھا ہے کہ اہلِ ہند کی روایت یہ ہے کہ یوز آسف ایک باہر کے ملک سے کشمیر میں وارد ہوا اور اسی جگہ فوت ہو کر رفیق اعلیٰ سے جا ملا اور سرینگر میں مدفون ہے۔

بھوش پُران کے بیان کے مطابق ایک ساکا راجہ

کا اظہارِ عقیدت بتاتا ہے کہ بدھوں میں حضرت مسیح بہت مقبول تھے۔ انہوں نے آپ کو بدھ ستوا کے روپ میں پیش کیا۔ مستشرقین کے نزدیک بدھ ست، بودست = بودسف اور یوز آسف اس نام کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ان میں گہرا تعلق ہے۔ علماء کی اس تحقیق کو ہم اس ترمیم کے ساتھ قبول کر سکتے ہیں کہ گوتم کی پیشگوئی کے مطابق بدھوں نے حضرت مسیح کو بدھ ستوا قرار دیا۔ اور بدھ کے بروز کے طور پر مانا۔ اس طرح آپ بودسٹ یعنی بودا سف یا یوذا سف کہلائے۔

(۲)

دوسری صورت یہ ہے کہ حضرت مسیح کی مادری زبان آرامی تھی۔ اس زبان کی رُو سے آپ کا نام: ای سوعہ = عیسیٰ تھا۔ اور عبرانی کی رُو سے یسوعا۔ آپ کا مشن بنی اسرائیل کی منتشر بھیڑوں کو مجتمع کرنا تھا۔ آسف کے معنے ہیں: اکٹھا کرنے والا، جمع کرنیوالا۔ حضرت مسیح ہمالہ دیش میں عیسیٰ مسیح کے علاوہ یسوعا آسف بھی کہلائے۔ یعنی بنی اسرائیل کے منتشر قبائل کو اکٹھا کرنے والا پیغمبر یسوع۔

آسف کے دوسرے معنے شفا بخشنے والا۔ خصوصاً امراضِ خبیثہ سے شفا بخش کر افرادِ اُمت کو سوسائٹی میں دوبارہ مجتمع کرنے والے کو آسف کہتے تھے۔ حضرت مسیح جب ہندوستان میں وارد ہوئے تو یہاں کے بنی اسرائیل بزبانِ حال پکار اُٹھے:-

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خُدا کے لئے

ویسے بھی آپ روحانی توجہات کے ذریعہ مریضوں کو ظاہری شفا دیتے تھے۔ اس طرح یہود نے آپ کو "یسوعا آسف" کہا جس کا "یوز آسف" بن گیا۔

انجیل میں صاف لکھا ہے کہ مَیں منتشر گلہ کو اکٹھا کرنے والا ہوں۔ صحیفہ یوز آسف میں ہے کہ منتشر لوگوں کو مجتمع کرنے کے لئے مَیں بلادِ ہند میں آیا ہوں۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ ہر لحاظ سے آصف تھے۔

بھوشن پُران میں ہے کہ مَیں لوگوں کو پاک و صاف کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس لحاظ سے بھی آپ آسف تھے۔ یہودی عالم اور مفسّر ریشی کہتا ہے کہ آسف کے معنے امراضِ خبیثہ سے شفا بخش کر افرادِ اُمت کو دوبارہ مجتمع کرنے کے ہیں[۵]۔ مختصر یہ کہ حضرت مسیح دونوں معنوں میں آسف تھے۔

(۳)

متذکرہ بالا دونوں توجیہات اپنی اپنی جگہ درست ہیں اور وہ یوں کہ ہند کے بنی اسرائیل میں حضرت مسیح علیہ السلام یسوعا آسف کہلائے اور یہاں کے بدھوں میں آپ کو "بدھ ست" کے خطاب سے یاد کیا گیا۔ مرورِ زمانہ کے باعث یسوعا آسف اور

1- FOREIGN IN THE OLD TESTAMET BY ELLEN BOGEN.

بدھ ست مخلوط ہو گئے۔ پہلے اس کا بوداسف اور
پھر یوزاسف بن گیا۔ اس سے یوز آسف ہوا۔

میرے نزدیک مستشرقین کی توجیہہ بھی کسی حد
تک درست ہے جبکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی
پیش کردہ توجیہہ کاملاً درست ہے۔ یہ دونو نام
مل کر یوز آسف نام بنا ہے۔

(۴)

عصر حاضر کے ایک بہت بڑے عالم رابرٹ
گریوز ہیں۔ انہوں نے یشوعا پوڈرو ایک عبرانی
عالم کے اشتراک سے ایک کتاب جیزز ان روم
"Jesus in Rome" کے نام سے
لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ حضرت
مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ
صلیب سے بچ کر مختلف ممالک کی سیاحت پر چلے
گئے۔ جب وہ ہند میں پہنچے تو انہیں **یوز آسف**
کہا گیا۔ یہوشافت ایک اسرائیلی نیک دل بادشاہ
تھا جس کا بائیبل میں بڑے اچھے الفاظ میں ذکر آیا
ہے۔ حضرت مسیح نے سیاحت کے دوران یہوشافت
لقب اختیار کر لیا تھا جو کہ یوز آسف بن گیا۔ یہ نظریہ
بھی قابل غور ہے۔

(۵)

امریکہ میں ایک عیسائی فرقہ اس نظریہ کا حامل
ہے کہ حضرت مسیح صلیب سے بچائے گئے تھے اور
انہوں نے ایک مخفی نام اختیار کر لیا تھا جو کہ اس فرقہ
کے نزدیک **یوسف** تھا۔ اس فرقہ کے ایک عالم
نے حضرت مسیح کی پُر اسرار زندگی "Mystical
Life of Jesus" کے نام سے ایک کتاب
لکھی ہے جس میں بتایا ہے کہ حضرت مسیح کی نامعلوم
زندگی کے حالات تبت کی خانقاہوں، فلسطین اور
مصر کے آثار اور قدیم صحائف کی صورت میں موجود
ہیں جن سے استفادہ کے بعد یہ کتاب لکھی گئی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدھ ست کا
یوز آسف بنا ہے؟ یہوشافت کا یوز آسف بنا ہے؟
یا یوسف، یوز آسف میں بدل گیا؟ اور سب سے
بڑھ کر یہ امر قابل غور ہے کہ یسوع آسف کا یوز آسف
بنا ہے۔ غالب نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک مخلوط لقب
ہے جو کہ بدھ ست اور یسوع آسف کی آمیزش سے
مشہور ہو کر زبان زد خلائق ہوا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب
"مسیح ہندوستان میں" اور "الہدیٰ" میں یہ تحقیق پیش
کی ہے کہ بدھوں نے آپ کو بدھ کے روپ میں دیکھا
اور بنی اسرائیل نے یسوع آسف کہا۔ یہ دونو خطاب
ایک ہی شخص کے تھے۔

ظاہر ہے کہ جب وہ ملیں گے تو پہلے
بودسف اور پھر یوز آسف بن جائیگا

"انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" کے ایک مقالہ
میں بڑی تحدی سے کہا گیا کہ صحیفہ یوز آسف کے قدیم
نسخوں کی برآمدگی کے پیش نظر بانی سلسلہ احمدیہ کا
نظریہ کہ یوز آسف یسوع آسف ہے غلط ثابت
ہو چکا ہے کیونکہ یہ نام بدھ ست کا بگاڑ ہے۔

ہم بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ نئے انکشافات نے اس نظریہ کو اتنا اُجاگر کر دیا ہے کہ اب یہ کوئی مفروضہ نہیں۔ نظریہ یہ بھی نہیں بلکہ حقیقت ثابتہ ہے کہ حضرت مسیح ہمالہ دیش میں وارد ہوئے۔ وہ عیسیٰ مسیح، یسوعا آسف، بدھ سَت اور پھر ان دو ناموں کے امتزاج سے یوز آسف کہلائے اور سرینگر محلہ خانیار کشمیر میں دفن ہوئے۔

(۱) بھوِشیہ پُران میں آپ کا نام عیسیٰ مسیح درج ہے۔ ہمالہ دیش میں یوروشلم سے آنے اور آپ کی سیادت کا ذکر ہے۔

(۲) صحیفہ یوز آسف میں اہلِ ہند کی قدیم روایت درج ہے جس میں لکھا ہے کہ یوز آسف اپنے منتشر گلّہ کو جمع کرنے والے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ آسف تھے۔

(۳) گوتم بدھ کی پیشگوئی ہے کہ میرے بعد "مِیتر" میں بدھ مِیتّو آئے گا۔

(۴) تبت کے لاماؤں کے پاس حضرت مسیح کے حالات محفوظ ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ بدھیوں نے آپ کو آنے والے بدھ کے رُوپ میں دیکھا۔ عیسیٰ کے حالات پر مشتمل طوماروں میں لکھا ہے کہ عیسیٰ ملک ہند میں بدھ کے رُوپ میں ظاہر ہوا۔

(UNKNOWN LIFE OF JESUS)

ظاہر ہے کہ آپ یسوعا آسف بھی تھے اور بدھ سَت بھی۔ ان ناموں کے امتزاج سے یوز آسف بن گیا۔ یہ بات اتنی سادہ، قریب الفہم اور قرینِ قیاس ہے کہ مجالِ انکار نہیں۔

آخر میں کشمیر کی ایک قدیم تاریخ کی برآمدگی کا ذکر بھی ضروری ہے۔ اس تاریخ کے ایک ورق کا عکس محترم خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم نے اپنی کتاب میں شائع کیا ہے۔ لیشو عا یوڈرو اور رابرٹ گریوز جیسے نامور علمائے مغرب نے اپنی مشترکہ کتاب "جیزز اِن روم" میں اس ورق کا ترجمہ دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ تاریخ کشمیر کے اس قدیم نسخہ میں لکھا ہے کہ یوز آسف سے مراد یسوع پیغمبر بنی اسرائیل ہے۔ یہ نام آپ نے کشمیر میں مبعوث ہو کر اختیار فرمایا ✤

(بشکریہ قیادت ماڈل ٹاؤن۔ لاہور)

مکرم ملک رفیق احمد صاحب جہلمی
مربی سلسلہ احمدیہ

اسلام اور مذہبی رواداری

(۱) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دُنیا میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ جبتک غیر مذاہب والوں کو کُلّی طور پر جھوٹا ثابت نہ کر لیا جائے اپنے مذہب کی سچائی ثابت نہیں ہو سکتی مگر اسلام نے اس نظریّہ کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ اسلام جہاں اپنی خوبیوں کو پیش کرنے کا حکم دیتا ہے وہاں نہایت واضح طور پر یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ کسی دوسرے کی خوبی کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی کہ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ہیں جن کا انکار کرنا سراسر ظلم ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ دوسرے مذاہب میں کوئی خوبی ہی نہیں وہ اپنی نابینائی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصل پیش فرمایا کہ ہر قوم کی خوبی کو تسلیم کرو۔ اور اس طرح آپؐ نے دُنیا کی تمام اقوام اور مذاہب پر بہت بڑا احسان کیا۔

(۲) پھر آپؐ نے فرمایا کہ کسی مذہب کے ماننے والوں کے متعلق یہ نہ کہو کہ وہ اپنے مذہب کو دھوکا اور فریب سے مانتے ہیں بلکہ باوجود اس کے کہ پہلے مذاہب بگڑ چکے ہیں اُن کے ماننے والوں میں سے اکثر انہیں دل سے سچا سمجھ کر مانتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دے کر اپنی اُمّت کو بتایا ہے کہ اُنہیں دوسرے مذاہب کے پیرؤوں کے احساسات کا ہمیشہ احترام کرنا چاہیئے کیونکہ خواہ وہ جھوٹے مذاہب کے پیرو ہوں مگر بہرحال وہ انہیں سچا سمجھ کر اُن کے پیچھے چل رہے ہیں۔

(۳) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی اقوام کے متعلق اصولی طور پر یہ تعلیم دی کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر ع) یعنی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کا کوئی نبی نہ آیا ہو۔ اس تعلیم کے ذریعہ چونکہ سب اقوام کے نبیوں کے تقدس کو قبول کر لیا گیا ہے اسلئے وہ منافرت جو دائرہ دعوت و تبلیغ کو محدود کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے وہاں سے دُور ہو جاتی ہے۔

(۴) چوتھی تعلیم آپؐ نے یہ دی کہ جب کسی قسم کی مذہبی بحث ہو تو جوش میں آ کر گالیوں پر نہ اتر آؤ۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَسُبُّوا

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام ع ۱۳) یعنی جب تمہاری دوسری قوموں سے بحث ہو تو وہ ہستیاں جنہیں تم نہیں مانتے خواہ انہیں خدا کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہو پھر بھی انہیں برا بھلا نہ کہو ورنہ وہ بھی اس خدا کو گالیاں دینے لگیں گے جسے تم مانتے ہو۔ اور اس طرح تم خدا تعالیٰ کو گالیاں دلوانے کا موجب ہو جاؤ گے۔

(۵) پانچویں ہدایت آپؐ نے یہ فرمائی کہ صرف مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی قوم پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ جس قوم سے مذہبی اختلاف ہو اس پر حملہ کر کے اس کو تباہ کرنا جائز ہوتا ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بالکل خلاف حکم دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ اعلان فرمایا کہ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (بقرہ ع ۲۴) یعنی تم جنگ تو کر سکتے ہو مگر صرف انہی سے جو تم پر حملہ آور ہوں۔ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کبھی کسی پر حملہ نہ کرنا۔

(۶) چھٹا حق آپؐ نے غیر مسلم اقوام کا یہ قرار دیا کہ — خواہ کسی قوم سے عہد ہو تمہارا فرض ہے کہ تم اسے قائم رکھو۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً
فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ (انفال ع)

کہ اگر کوئی قوم عہد توڑ دے تو اسے بتا دینا چاہیئے کہ تم نے عہد توڑ دیا ہے اب ہم پر بھی عہد کی پابندی نہیں یونہی اس پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔

(۷) آپؐ نے مسلم اور غیر مسلم کے تمدنی حقوق ایک جیسے قرار دیئے۔ اور یہ بات ایسی ہے جو صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی ہے۔ آپؐ سے پہلے یہودیوں میں یہ حکم تھا کہ تم اپنے بھائیوں یعنی یہودیوں سے سود نہ لو دوسروں سے لے لیا کرو۔ (استثناء باب ۲۳ آیت ۱۹، ۲۰) مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود نہ یہودیوں سے لو نہ عیسائیوں سے نہ مسلمانوں سے۔ غرض کسی سے بھی سود نہ لو۔ گویا سب سے ایک سا سلوک کرنے کا حکم دیا (بقرہ آیت ۳۸)

(۸) آٹھویں تعلیم آپؐ نے یہ دی کہ غلاموں کی آزادی میں بھی مسلم اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ چنانچہ جنگ حنین کے موقع پر سینکڑوں غلام جو پکڑے آئے باوجود اس کے کہ ان میں سے اکثر مسلمان نہ تھے آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔

(۹) نویں تعلیم غیر مسلموں کے متعلق آپؐ نے یہ دی کہ جہاں اسلامی حکومت ہو وہاں مسلمانوں پر زیادہ بوجھ رکھا جائے اور دوسروں پر کم۔ چنانچہ اسلامی حکومت کے ماتحت ضروری ہے کہ

۱۔ مسلمان لڑائی میں شامل ہوں۔
۲۔ عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دیں۔
۳۔ زکوٰۃ دیں۔

لیکن غیر مسلموں کے لئے صرف ۲½ روپیہ کے قریب فی کس ٹیکس رکھا گیا ہے جو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ سوائے اس کے کہ مسلمانوں سے اجازت لے کر اپنی خوشی سے لڑائی میں شامل ہو جائیں ان پر کوئی جبر نہیں رکھا۔

غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے متعلق ایسی روادارانہ تعلیم دی ہے جس کی مثال دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا +

ماہ مارچ کے مطالعہ کیلئے کتاب

ایک غلطی کا ازالہ

تمام خدام اور قائدین مطلع رہیں کہ ماہ مارچ کے دوران مطالعہ کے لئے کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" مقرر کی گئی ہے۔ یہ نہایت ہی دلچسپ اور معرکۃ الآراء تصنیف ہے۔ اس کے مطالعہ کا وقت صرف بیس منٹ ہے۔

تمام قائدین کوشش کریں کہ ان کی مجلس کے ایک ایک خادم لازمی طور پر اس کتاب کا مطالعہ کر لیں۔

۱۰ پیسے فی کتاب کے حساب سے دستیاب ہے قائدین اپنی ضرورت سے مطلع کریں۔ کتب بذریعہ وی پی ارسال کی جائیں گی۔

(لئیق احمد طاہر۔ مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ایک بابرکت تحریک

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مارچ ۱۹۶۸ء میں ایک بابرکت تحریک فرمائی تھی جو بطور یاد دہانی یہاں شائع کی جا رہی ہے۔ خدام پورے التزام سے اس پر کاربند ہوں۔

"میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے والی بن جائے اس طرح کہ ہمارے بڑے مرد ہوں یا عورتیں کم از کم دو سو بار تسبیح و تحمید اور درود پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا یعنی

سُبحان اللہ و بحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ و آلِ محمّدٍ

اور ہمارے نوجوان بچے پندرہ سال سے پچیس سال کی عمر کے ایک سو بار یہ تسبیح اور درود پڑھیں اور ہمارے بچے سات سال سے پندرہ سال تک ۳۳ دفعہ یہ تسبیح و تحمید پڑھیں اور ہمارے بچے اور بچیاں جن کی عمر سات سال سے کم ہے جو ابھی پڑھنا بھی نہیں جانتے ان کے والدین یا ان کے سرپرست ایسا انتظام کریں کہ ہر وہ بچہ یا بچی جو کچھ بولنے لگ گئی ہے لفظ اٹھانے لگ گئی ہے سات سال کی عمر تک ان سے کم از کم تین دفعہ یہ تسبیح اور درود کہلوایا جائے۔"

مکرم کیپٹن شیخ نثار احمد صاحب
لاہور

عشق و جاں نثاری کی شاندار مثالیں

عشق و جاں نثاری کی بہت سی داستانیں پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔ کہیں کوئی اپنے محبوب کے حاصل کرنے کے لئے پہاڑ کھود کر نہر نکالنے کی شرط پوری کرنے کے بعد محبوب کی بے وفائی پر خودکشی جیسا گھناؤنا جرم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کوئی ناقہ لیلیٰ کے انتظار میں مایوس ہو کر اپنی جان گنوا بیٹھتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

ذیل میں ہم چند ایسی داستانوں کا ذکر کریں گے جن میں مرکزی کردار ایک ہی محبوب ہے، ایسا محبوب جس سے بے وفائی کی توقع ہی نہیں کی جا سکتی کہ کوئی ناکام عاشق خودکشی کرے۔ وہ اپنے وصل کے لئے کسی عاشق کو انتظار میں نہیں رکھتا کہ دنیا سے بے نیل مرام چلا جائے۔ ایسے عاشقانِ صادق میں سے ایک عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام ہیں جو فرماتے ہیں:-

آنکہ ہر نور طفیلِ نورِ اوست
آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست

یعنی وہی ہے جس کے نور کے طفیل ہر ایک نور ہے۔ اور یہ آپ کی شان ہے کہ آپ کا منظورِ نظر خدا کا منظورِ نظر ہے۔

ایسا ہی ایک اور پاک وجود جس کی موجودہ نسل بھی شاہد ہے کہ اس نے بھی اپنے محبوب کے اس اعلان پر لبیک کہا اور خدا تعالیٰ کے محبوبوں میں شامل ہو کر خلافتِ ثالثہ کا انعام پایا فرماتا ہے:-

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حضرت نبی اکرم ؐ سے محبت کرتا ہے اور آپ ؐ کی عظمت و جلالت کو پہچانتا ہے اور اس عشق کے نتیجے میں اور اس عظمت کے رعب کے سایہ میں آپ کی کامل اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اسے ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو ایک محبوب کو محبت کرنے والے سے ملا کرتی ہے چونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ کی ہے اس لیے جو خدا تعالیٰ کا محبوب بن گیا اُسے تو سب کچھ مل گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔"

(الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۷۰ء)

چشم آہو کو ایک نہایت ہی معمولی تنکا ہمیشہ کے لئے بے نور کر سکتا ہے۔ صراحی دار گردن معمولی خراش

سے داغدار ہو سکتی ہے، سرو قد کبھی بھی معمولی تکلیف سے کمان کی شکل اختیار کر سکتا ہے لیکن اس محبوب کا حُسن ایک ابدی حُسن ہے جس کو دنیا کی کوئی بھی چیز داغدار نہیں کر سکتی۔ اس کے حُسن کے چرچے جس طرح اس کی پیدائش سے پہلے آسمانوں میں ہو رہے تھے، اب بھی ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)

اس محبوب کا ایک عاشقِ صادق جس نے اپنے محبوب کو کشفی رنگ میں دیکھا اور بیداری کی حالت میں دیدار کیا اور جس نے اپنی ساری زندگی اس محبوب کی اطاعت اور مدح میں گزار دی اس کے حسن کو کس لطیف اور عمدہ پیرایہ میں بیان فرماتا ہے:-

۱۔ یَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْإِحْسَانِ
نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

۲۔ یَا مَنْ غَدَا فِيْ نُوْرِهٖ وَضِيَاءِهٖ
كَالنَّيِّرَيْنِ وَنُوِّرَ الْمَلَوَاتِ

۳۔ یَا بَدْرَنَا یَا اٰیَةَ الرَّحْمَانِ
اَهْدَى الْهُدَاةِ وَاَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

۴۔ اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ
شَأْنًا یَفُوْقُ شَمَائِلَ الْإِنْسَانِ

ترجمہ ۱۔ اے حسن و احسان کے ملک کے سورج تُو نے آباد اور غیر آباد جگہوں کا چہرہ منور کر دیا۔

۲۔ اے وہ ہستی جو اپنے نور اور روشنی میں آفتاب و ماہتاب کی مانند ہے جس نے رات کو اور دن کو اپنے نور سے منوّر کر دیا۔

۳۔ اے ہمارے چودھویں کے چاند اور اے خدائے رحمان کے نشان، اے سب ہادیوں سے بڑھ کر ہادی، اے سب بہادروں سے بڑھ کر بہادر۔

۴۔ یقیناً میں تیرے درخشاں اور چمکیلے چہرہ میں ایک ایسی شان دیکھتا ہوں جو انسانی شمائل سے بڑھ کر ہے۔

پھر اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں:-

وز کمال صورت و حُسنِ اتم
جملہ خوباں را کنند زیرِ قدم

یعنی اس کے انتہائی جمال اور کمالِ حسن کی وجہ سے تمام حسین اس کے پاؤں کے نیچے کی مٹی کی طرح ہیں۔ (براہین احمدیہ)

(۱) ہجرت کے موقعہ پر جب امن کے پیامبر اور دکھی انسانیت کے محسن حضرت نبی اکرم ؐ کے مکان کو گھیرے میں لے لیا تا آج رات اپنے مذموم اور ناپاک ارادوں کو عملی جامہ پہنائیں۔ آپؐ نے ایک نوجوان کو فرمایا "میرے بستر پر لیٹ جاؤ" وہ کم سن نوجوان حضرت علیؓ جس نے آغوشِ رسالت میں پرورش پائی تھی۔ جو نوجوانوں میں سے سب سے اوّل عشق کی آگ میں کودا تھا۔ جسے اپنی جان سے زیادہ اپنے محبوبؐ کی اطاعت منظور تھی یہ جانتے ہوئے کہ کفار آنحضرتؐ کو نہ پا کر مجھے قتل کر دیں گے ایک لمحہ بھی تامّل نہ کیا اور بسترِ مرگ پر لیٹ گیا اور دعائیں کرنے لگا۔ اپنی زندگی کے لئے نہیں اپنے محبوبؐ کے صحیح سلامت منزلِ مقصود پر پہنچنے کیلئے۔

(۲) غارِ ثور میں عاشقِ صادق حضرت ابو بکرؓ نے بیٹھ کر

اپنے آقا کا سر اپنی ران پر رکھا ہوا تھا اور حضور
میٹھی نیند سو رہے تھے۔ اچانک حضرت ابوبکرؓ
کی نظر ایک سوراخ پر پڑی جو بند ہونے سے رہ
گیا تھا اس خیال سے کہ کوئی بچھو نہ نکل آئے اپنا
پاؤں اس پر رکھ دیا۔ اس تمہید کے بعد ایک
انوکھی داستان لکھی جاتی تھی۔ سو اس میں موجود
ایک بچھو نے باہر نکلنے کے لئے راستہ بند پا کر
غیظ و غضب میں ڈنک مارنے شروع کر دیئے۔
حضرت ابوبکرؓ کے جسم میں شدت درد کی وجہ سے
زبردست ارتعاش پیدا ہوا حتیٰ کہ تکلیف ناقابل
برداشت حد تک پہنچ گئی اور سارا جسم جھنجھنا اُٹھا
لیکن وہ عاشق صادق یہ جان دیکر بھی گوارا نہیں
کر سکتا تھا کہ اپنی ٹانگ کو جنبش دیکر محبوب کی
میٹھی نیند میں خلل پیدا کرے اپنے جسم کو ساکن و صامت
رکھا لیکن آنسوؤں کا روکنا اس کے بس میں نہیں تھا
وہ ضرور بہہ نکلے اور ایک قطرہ محبوبؐ کے چہرہ
مبارک پر گرا اور آنکھ کھل گئی۔ ہمارے ماں باپ
قربان اس محبوبؐ پر جس نے اپنے عاشق کے چہرے
پر کرب کے آثار دیکھے اور معلوم ہونے پر ایک
عام محبوب کی طرح صرف بے تابی کا ہی اظہار نہیں
کیا بلکہ اپنا لعاب دہن مل کر سکون و اطمینان بخشا۔

(۳) آنحضرتؐ نے جنگ بدر پر روانہ ہونے سے پہلے
انصار اور مہاجرین سے جب بار بار یہ مشورہ مانگا
کہ جنگ مدینہ کے اندر لڑی جائے یا باہر نکل کر تو
انصار کے نمائندہ حضرت سعدؓ بن معاذ نے سوال
کی نوعیت کو سمجھتے ہوئے عرض کی "یا رسول اللہ!
ہمارا معاہدہ کہ ہم مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کریں گے
باہر نکل کر نہیں اُس وقت تھا جب ہم نے آپ کے
مقام کو پوری طرح نہیں سمجھا تھا لیکن اب جبکہ ہم
نے آپ کا انتہائی قرب پایا اور آپ کی شفقت
دیکھی تو اب جہاں حضور ارشاد فرمائیں ہم جانے کو
تیار ہیں۔ اے ہمارے محبوب! ہم آپ کے آگے
بھی لڑیں گے پیچھے بھی لڑیں گے، دائیں بھی لڑینگے
بائیں بھی لڑیں گے اور اے ہماری جانوں سے
عزیز! دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک
وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے (اللہ اکبر)

اے شہیدان و غازیان بدر! ہمارا مژدہ سنو
اور ہمارے ساتھ مل کر خاتم النبیینؐ پر درود بھیجو
(اللّٰھم صلّ علی محمّدٍ و آل محمّدٍ) کہ
آنحضرتؐ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت سلمانؓ فارسی
کی نسل میں مہدی معہود کے ماننے والے بھی خدا تعالیٰ
کی واحدانیت اور اس کے محبوب کا جھنڈا دنیا
کے کونے کونے میں بلند کرنے کے لئے شمال میں بھی،
جنوب میں بھی، مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی
جنگ لڑ رہے ہیں۔ ایشیا اور یورپ میں ہی
نہیں بلکہ تمہارے ہی ایک ساتھی حضرت بلالؓ
(فتح مکہ کے بعد جس کے جھنڈے تلے اہل مکہ کو امان
دی گئی) کی سرزمین میں بھی لڑ رہے ہیں۔ ظاہری تلوار
سے نہیں بلکہ علوم قرآنی کی تلوار سے جو اس زمانہ
کے لئے امام آخر الزمانؑ کو عطا کی گئی اور خدا تعالیٰ

کے فضل سے کامیابی و کامرانی ان کے قدم چوم رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کی واحدانیت اور اسلام کی تعلیم کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھنے والے گھائل ہو رہے ہیں۔ مر مٹنے کے لئے نہیں بلکہ ایک نئی زندگی پانے کے لئے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا۔ اور وہ بے دھڑک اور خلوص دلی سے یہ اظہار کرتے ہیں:۔

"مجھے اسلام سے اتنی عداوت تھی کہ میں جب رات کو سوتا تھا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر سوتا تھا مگر اب کسی رات مجھے نیند نہیں آتی جب تک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیج لوں (اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد و اٰل محمّدٍ)"

(بیرونِ ممالک میں تبلیغِ اسلام اور اس کے نتائج)

(۴) حضرت اشترؓ کو رسول اکرمؐ پر ایمان لانے کی پاداش میں قتل کرنے کے لئے مقتل میں کھڑا کیا گیا۔ ابوسفیان جس نے عشق کی منزل میں ابھی پہلا قدم بھی نہیں رکھا تھا اور اس غلط فہمی میں کہ شاید خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول نے کوئی لالچ دے کر یا جادو کے ذریعے جسموں پر قبضہ کیا ہوا ہے حضرت اشترؓ کو کہا "اشتر! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اس وقت تم اپنے گھر میں بیٹھے ہوتے اور تمہاری جگہ محمدؐ قتل ہوتے؟" اللہ اللہ! اس عاشقِ صادق نے کیا خوب جواب دیا کہ مقتل میں موجود سب انگشت بدنداں رہ گئے۔ آپ نے کہا "نادان! تو کیا سمجھتا ہے خدا کی قسم میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ میری جان کے عوض میرے محبوب کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔" (اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ و اٰل محمّدٍ وبارک وسلّم)

حضرت اشترؓ کا یہ جواب سن کر فرشتے بھی یقیناً جنت کے دروازے پر استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے ہوں گے۔

اے اشترؓ! اپنے دائیں بائیں نظر دوڑا! تجھے ایک ایسا ہی عاشقِ صادق حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ بھی نظر آئے گا جس نے اپنے عشق پر آنچ نہ آنے دی اور اپنے دین کی خاطر جاں نثاروں کی طرح سینہ تان کر سنگسار ہو گیا۔

مکرم سردار رفیق احمد صاحب
کراچی

ادویات کے جنرک نام

صحت کی نئی منصوبہ بندی کے تحت وزیر صحت نے یہ اعلان کیا تھا کہ آئندہ پاکستان میں ادویات تجارتی ناموں کی بجائے اپنے اصلی ناموں سے تیار کی جائیں گی۔ اس کے لئے ایک لائحہ عمل کے تحت نیشنل فارمولری تیار کی گئی ہے جس میں ان تمام ادویات کے نام دیئے گئے ہیں جو آئندہ فروخت کی جا سکیں گی۔ قبل اس کے کہ اس نظام کے متعلق کچھ کہا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض بنیادی اصطلاحات کی وضاحت کر دی جائے۔

تجارتی نام یا PPOPRIETARY NAME یا BRAND NAM

کسی دوائی کا تجارتی نام وہ نام ہوتا ہے جو کہ اس کی تیار کرنے والی کمپنی اپنے طور پر رکھ دے۔ اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ نام کیمیائی طرز کا ہی ہو۔ کوئی بھی نام رکھا جا سکتا ہے۔ اور یہ نام کوئی دوسری کمپنی اسی ترکیب کی دوائی کے لئے نہیں رکھ سکتی۔ مثال کے طور پر ـــــ
CELIN (Glexo)، OMNIPEN (Wyeth)
LASIX (Hoechst)، INCIDAL (BAYER)
ان ادویات میں سے ہر ایک نام اپنی سرپرست کمپنی کا ہے اور یہ نام کوئی اور کمپنی استعمال نہیں کر سکتی یعنی Celin نام سے گلیکسو کے علاوہ کوئی اور کمپنی گولی نہیں بنا سکتی۔

ہاں اسی دوا کے فعال جزو کو معیاری ترکیب سے بنا کر کوئی اور فرم کسی اور نام سے ضرور بنا سکتی ہے جیسا کہ Ascorbic Acid (جو کہ اس کا فعال جزو ہے) کو PFIZER نے ایک اور نام یعنی ASCORBON سے تیار کیا ہے۔..... خلاصہ یہ کہ ادویات کے تجارتی ناموں میں ادویات کے فعال جزو کی بجائے کمپنیوں کا نام زیادہ بکتا ہے۔

اصل نام یا (GENERIC NAME)

اس سے مراد دوائی کا اصل نام ہے یعنی اگر ایک دوائی میں کیلشیم اور وٹامن ڈی شامل ہے تو اس دوائی کا نام ایسے بنے گا یعنی CALCIUM + VIT. D INJ or TAB۔ اسی طرح اگر کوئی دوائی ہے جس میں لوہا ہے تو اس کو Ferrous Sulphate کے نام سے پکارا جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ ادویات کا وہی نام استعمال کیا جاتا ہے جو کہ طب کے طلباء کو PHARMCOLOGY میں پڑھایا جاتا ہے۔
بعض اوقات Non-Proprietary Names کو بھی ادویات کے اصل ناموں سے پکارا جاتا ہے لیکن یہ اصطلاح صحیح نہیں ہے۔ یہ اصطلاح محض

ان ناموں تک محدود ہے جو کہ ایک دوائی تیار کرنے والی کمپنی اور نام رکھنے والی ایجنسی ہیں ناموں کے انتخاب کے مروّجہ طریق کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

جب سے حکومتِ پاکستان نے اس نئے لائحہ عمل کا اعلان کیا ہے' اخبارات میں اور طبّی رسائل میں اس کے متعلق خطوط و مضامین چھپنے شروع ہو گئے ہیں۔ چند اس کے حق میں اور چند اس کے خلاف۔ ان مضامین سے کم از کم یہ ضرور پتہ چل گیا ہے کہ اگر اس نظامِ نو کے سو فیصد فوائد نہیں ہیں تو سو فیصد نقصانات بھی نہیں ہیں۔ آئندہ سطور میں مسئلہ کے دونوں پہلوؤں پر غور کیا جائے گا۔

اس لائحہ عمل کے حق میں مندرجہ ذیل دلائل دیئے جاتے ہیں :-

۱- جو لوگ صحت کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں (ڈاکٹر' دندان ساز' سپیشلسٹ وغیرہ) انکی ضروریات پورا کرنے میں یہ طریق نہایت کارآمد ہے۔

۲- اس نظام کی بدولت جامع مگر مختصر پُر از معنی اور ایک دوسرے سے کافی مختلف نام مہیّا ہو جاتے ہیں جس سے آپس میں گڈ مڈ ہو جانے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

۳- ان ناموں پر طب کے پیشہ کی بالادستی نہیں رہتی جبکہ میڈیکل کالجوں میں طریقِ علاج اور ادویات کی تعلیم انہی ناموں میں دی جاتی ہے۔ اس لئے ڈاکٹروں کے لئے ان کے اختیار کرنے میں کوئی دقّت نہیں رہتی۔

۴- جہاں تک تجارتی ناموں سے اصل ناموں کی طرف تبدیلی کا تعلق ہے اس طرف خود طب کے پیشہ اور عام لوگوں دونوں کا ایک دیرینہ مطالبہ رہا ہے۔ تجارتی ناموں کی وجہ قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ایک ہی دوائی بعض مختلف ناموں سے تیار کر کے فروخت کرنے میں دو صد سے لے کر آٹھ صد فیصد کا منافع کمایا گیا۔ یہ بیان خود زیرِ بحث کا ہے۔ اس منافع کو در اصل منافع نہیں کہنا چاہیئے اس کے لئے "لوٹ کھسوٹ" کا نام زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۵- اس نظام کے رواج سے قیمتوں میں پچھتّر فیصد (۷۵٪) تک کمی ہو جانے کی امید ہے۔ بظاہر یہ عجیب سا معلوم ہوتا ہے کہ محض نام تبدیل کر دینے سے قیمتوں میں کمی کیسے آجائے گی؟ یہ اس طرح ہے کہ اب ادویات اپنے فعّال جزو کی خصوصیت پر تیار کی جائیں گی۔ مثال کے طور پر اگر درد اور بخار دور کرنے کے لئے اسپرین (Acetyl Salicylic Acid) استعمال ہوتی تھی یہی فعّال جزو مختلف ناموں کے ذریعے تیار کر کے فروخت کیا جاتا تھا۔ مگر اب یہ فعّال جزو محض ایک نام سے ہی تیار کیا جائے گا خواہ وہ Pfizer کرے یا Ciba یا M.S.D۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ بجائے مختلف ناموں سے بکنے والی دوائی اب محض ایک نام سے

بازار میں آئے گی۔ قدرتی طور پر اس پر منافع بھی
پندرہ گنا نہیں تو دس گنا ضرور کم ہو گا۔ پانچ
گنا منافع کا شک اسلئے ہے کہ ابھی لوگوں
کے ذہنوں میں یہ اثر موجود ہے کہ یہ گولی
Abbots کی بنی ہوئی ہے اور یہ opel
کی۔ تو وہ Abbots کی طرف مائل ہوں گے۔
کیونکہ اس کا تجربہ opel کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔
۶۔ یہ تبدیلی بازار میں ادویات کی مقدار کو کم نہیں
کرے گی (بلکہ زیادہ کرے گی) کیونکہ ادویات
کی پیداوار اور ہر کمپنی کے حصہ میں ایک تسلی بخش
حد تک نسبت رہے گی۔ چھوٹی کمپنیوں کو بھی
پنپنے کا کافی موقع ملے گا۔ نتیجتاً ملازمت کی حالت
بھی صحت مند حد تک ٹھیک ہونی چاہیئے۔
۷۔ ایسے نظام کی ضرورت تھی جو کہ پاکستان نیشنل
فارمولری تیار کروا سکے جس میں دواؤں کے اصل
ناموں سے ان کی ترکیب مندرج ہو۔
۸۔ اگر اس نظام سے ناموں میں کوئی الجھن بھی پیدا
ہو تو WHO نے یہ ذمہ داری لی ہوئی ہے کہ
وہ دواؤں میں کوئی مناسب نام رکھنے دے۔
WHO کے ذریعہ ایسے نام بیشتر ممالک میں
زیادہ سے زیادہ طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔
اور اس طرح بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ طریق
فیشن میں آگیا ہے۔
گزشتہ سطور میں مندرج فوائد کے علاوہ بعض
اور فوائد بھی ہیں جو کہ اس نظام کے رائج ہونے سے
ساتھ ساتھ سامنے آئیں گے۔ چند ایک کا ذکر آئندہ سطور
میں بھی آئے گا۔

اس نظام کے خلاف جو دلائل دیئے جاتے ہیں
وہ ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:۔

یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ ہر نیا نظام آسانی
سے قبول نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ اس نظام کی بھی مخالفت کی گئی
۱۔ یہ نظام محض SOCIALISED ECONOMY
میں ہی رائج ہو سکتا ہے۔ جب ادویات کی تیاری
اور فروخت میں باقاعدہ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ
PHARMACISTS حصہ لیں گے تو کامیاب
رہے گا۔
۲۔ یہ نظام بہت سخت DRUG CONTROL کا
مطالبہ کرتا ہے۔ ورنہ گلیوں میں بکنے والی ادویات
اور گاڑیوں اور ریڑھیوں پر بکنے والی ادویات
اس کو ناکام بنانے میں ممد ثابت ہوں گی۔
کیونکہ ایسی ادویات کی ترکیب اور تیاری کا
معیار صحت مند نہیں ہو سکتا۔ اس طرح معیار
سے گری ہوئی ادویات ایک ایسا جز ثابت
ہوں گی جو کہ ایسی دوائیوں میں مزید اضافہ
کریں گی۔
۳۔ بعض ایسے ممالک جو کہ ہم سے ترقی یافتہ ہیں
انہوں نے یہ نظام نہیں اپنایا اسلئے پاکستان
کو بھی نہیں اپنانا چاہیئے۔
۴۔ دوائی کے اصل ناموں سے نسخہ کے پڑھنے میں
غلطی ہو سکتی ہے۔

۵- اس نظام سے صرف ان لوگوں یا کمپنیوں کو ترقی ہوگی جو کہ سائنسی یا تحقیقی تجربہ نہ رکھتے ہوں۔

۶- ایسے ناموں میں آپس میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے جس سے کہ ڈاکٹروں اور مریضوں دونوں کے لئے مشکل پیدا ہو جائیگی۔

۷- سائنسی حقائق سے ان باتوں کی نشاندہی ہوتی ہے کہ جو ادویات اصل ناموں کی صورت میں ایک جیسا اثر رکھتی ہیں وہی ادویات بیماری کے دُور کرنے میں ویسا ہی اثر نہیں رکھتیں بلکہ اثر مختلف ہوتا ہے اسلئے ایک دوائی کی بجائے کیمیائی طور پر دوسری دوائی دینا غیر مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

نتیجہ

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس نظام کے رائج کرنے سے ادویات میں کمی آجائے گی اور بازار سے دوائی ملنا مشکل ہو جائے گی۔ یہ قطعی طور پر بے بنیاد ہے۔ اگر دوائی ملنا بند ہوگا تو وہ صرف تجارتی ناموں کے تحت بند ہوگا۔ کمپنیاں ادویات بناتی رہیں گی اور وہ مارکیٹ میں آتی رہیں گی۔ فرق صرف یہ ہوگا کہ وہ اصل ناموں کے تحت آئیں گی۔ پہلے بھی سر درد، بخار، کھانسی کے لئے گولیاں ملتی تھیں۔ اس نظام کے رائج کرنے کے بعد بھی ملیں گی۔

پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس طرح ادویات کے معیار میں کمی آجائے گی۔ سو واضح ہو کہ ہر دوائی تیار کرنے والی کمپنی اپنی ادویات اس معیار پر رکھتی ہے جو کہ B.P (British Pharmacopia) یا (British) B.P.C یا (امریکہ کا فارماکوپیا) U.S.P یا B.P.C (Pharmaceutical Codex) یا (Australian Pharm) نے مقرر کر رکھے ہیں۔ ہر کمپنی میں ایک مرکزی تجربہ گاہ ہوتی ہے جس میں وہ تمام مرکبات جانچے جاتے ہیں جو کہ کسی دوائی کی تیاری میں کام آتے ہیں۔

جہاں تک ترقی یافتہ ممالک میں اس نظام کے رواج کا تعلق ہے تو اُن کے متعلق یہ بات سو فیصد صحیح نہیں ہے کہ وہاں پر ایسا رواج نہیں ہے۔ وہ ممالک برآمد کے لئے تجارتی نام استعمال کرتے ہیں جبکہ ملک کے اندر استعمال کرنے والی ادویات اصل ناموں سے ہی تیار کرتے ہیں تاکہ اپنے ملک کے عوام سے زیادہ قیمت نہ وصول کریں بلکہ دوسرے ممالک سے یہ رقم حاصل کریں۔ اسی سلسلہ میں یہ اعتراض اُٹھایا گیا تھا کہ وہ کمپنیاں جو خام مال باہر سے منگواتی تھیں اُن کو مشکل پڑے گی۔ کیونکہ ایسے ممالک زور دے رہے تھے کہ ان کی طرف سے تیار شدہ سربند ادویات (جو کہ تجارتی ناموں سے تیار کی گئی ہیں) کی کھپت ملک میں ہو۔ اسلئے انہوں نے خام مال دینے پر بھی پابندی لگا دی تھی۔ چنانچہ حکومت نے یہ ذمہ داری خود سنبھال لی ہے کہ خام مال حکومت خود خریدے گی اور پھر حکومت سے کمپنیاں خریدیں گی۔ چنانچہ مہنگے داموں دوائی بکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر ملک کے بڑے بڑے شہروں میں ایسی دکانیں کھولی جا رہی ہیں جہاں پر

ادویات اصل ناموں کے تحت معقول قیمتوں پر لوگوں کو مہیا کی جائیں گی۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ۲۳ دسمبر تک کمپنیوں نے چوبیس گھنٹے کام کر کے تجارتی ناموں کے تحت جو ادویات تیار کرنی تھیں وہ کر چکی ہیں۔ اس کے بعد اصل ناموں سے ہی ادویات تیار کی جا رہی ہیں۔ جو کمپنی اب بھی تجارتی ناموں کے تحت دوائی بنائے گی اس کے مالک کو سات سال قید اور بھاری جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ اور جو ادویات انہوں نے بنالی ہیں ان کو ۳۱ مارچ سے پہلے پہلے ختم کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں ہر کمپنی سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنا ذخیرہ ظاہر کر دیں جس کی آخری تاریخ ۲۰ جنوری ہے۔ اگر ۳۱ مارچ کے بعد بھی کوئی ادویات بچ گئیں تو وہ ایک منصوبہ کے تحت برآمد کی جائیں گی تاکہ کسی کو نقصان نہ ہو۔

شہزادہ عمر الدین مبشر صاحب

کراچی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکیمانہ نصیحت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ زیادہ کھانے سے بچو۔ کیونکہ زیادہ کھانے کے نتیجہ میں جسم بیمار ہو جاتا ہے، نماز میں سستی پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ہی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ حکماء کا قول ہے کہ کھانے پینے، سونے اور گفتگو میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔ بھوک ابھی تھوڑی سی باقی ہو تو کھانا ترک کر دینا چاہیئے۔ اگر اسی طرح کیا جائے تو خدا کے فضل سے صحت اچھی رہتی ہے اور زیادہ کام کی توفیق ملتی ہے اور سستی وغیرہ سے انسان بچا رہتا ہے۔

غذا کے بارے میں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ پیٹ بھر کر کھانا بیماری کو بلانے والی بات ہے۔ ہمیشہ بھوک سے چند لقمے کم کھائیں۔ اس طرح معدہ پر بوجھ نہیں پڑتا اور کھانا اچھی طرح ہضم ہو کر جسم کو زیادہ سے زیادہ توانائی پہنچاتا ہے۔ معدہ اور ہاضمے کا ٹھیک ہونا صحت مند رہنے کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔ جب انسان کا معدہ فتور سے خالی اور دل و دماغ تبخیر معدہ سے پاک ہوگا تو ان میں روشنی اور جلا پیدا ہوگی۔ چنانچہ صوفیائے کرام نے کہا ہے کہ تصوف کی جان تین چیزیں ہیں۔ کم بولنا، کم کھانا، کم سونا۔ ہمیشہ متوازن غذا کھا کر جسم کو طاقتور بنائیں گے۔ (باقی سامنے کالم اپر)

اور دل اور دماغ کو شگفتہ رکھیں۔ کھانے سے معدے کو نہ بھریں۔ کم کھانا ہزار درجہ بہتر ہے۔ پیٹ جتنا چھوٹا ہوگا اتنی ہی عمر دراز ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ میں اتنا کم کھاتا ہوں جتنا کہ زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے اور اتنا کم پہنتا ہوں جتنا کہ جسم ڈھانپنے کے لئے ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم کھاؤ پیو لیکن اسراف سے کام نہ لو۔

مکرم طارق احمد صاحب بٹ
کراچی

ویت نام کی جنگ

ویٹ نام کی جنگ ختم ہوگئی۔ وہ آتش فشاں سرد ہوگیا جو ایک طویل عرصے سے بھڑک رہا تھا۔ اور جس کی ہولناک آگ خود امنِ عالم کے لئے ایک مستقل خطرہ بنی ہوئی تھی۔ جب واشنگٹن، ہنوئی اور سائیگان سے پیرس مذاکرات کی کامیابی اور جنگ بندی کے معاہدے پر ابتدائی دستخطوں کا اعلان ہوا تو ساری دُنیا نے اطمینان کا سانس لیا اور ہر شخص نے دل کی گہرائی سے اُس خوشی اور مسرت کو محسوس کیا جو آج ہند چینی کے گوشے گوشے میں اور تمام ویٹ نامی مَردوں، عورتوں، بچّوں اور بوڑھوں کے درمیان پھیل گئی ہے۔ پاکستان کے عوام بھی آج ویٹ نامیوں کی اس خوشی میں دل سے شریک ہیں۔

معاہدۂ امن سے یہ بات ظاہر ہے کہ اس دفعہ نہ صرف واشنگٹن اور ہنوئی کے درمیان اختلافات رفع ہو گئے بلکہ جنوبی ویٹ نام کے صدر تھیو بھی مطمئن ہیں۔ امریکہ کے صدر رچرڈ نکسن نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ سمجھوتے کے مطابق ساٹھ دن کے اندر اندر تمام امریکی افواج واپس ہو جائیں گی اور جنگی قیدی بھی رہا ہو جائیں گے۔

ویٹ نام کی جنگ ختم ہوگئی لیکن اس کی تلخ یادوں کو شاید انسانیت رہتی دنیا تک فراموش نہ کر سکے۔ ایسی طویل اور تباہ کن جنگ کا تجربہ انسانی تاریخ کو کبھی نہیں ہوا۔ اپنے ہی جیسے ہزارہا انسانوں کو ہلاک کرنے کے لئے لاکھوں ٹن بارود اور بم کبھی استعمال نہیں کئے گئے اور دُنیا کی کسی چھوٹی قوم کو نہ کبھی اس طرح تباہ کیا گیا اور نہ ستایا گیا۔

ویٹ نام کی جنگ کیوں ہو رہی تھی؟ اس سوال کا صحیح جواب شاید وہ لوگ بھی نہیں دے سکتے جن کی نگرانی میں یہ لڑائی ہو رہی تھی تاہم اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اس جنگ کی اصل وجہ جہاں تک معلوم ہے یہ ہے کہ ویٹ نام کے عوام یہ چاہتے ہیں کہ ان کے دیس میں جو بدیسی ہیں وہ چلے جائیں اور ان کا عمل دخل ختم ہو جائے جبکہ بدیسی اس بات پر ناراض ہیں اور چاہتے ہیں کہ ویٹ نام کی سرزمین پر ان کا قبضہ رہے۔ جس طرح وہ کہیں کہ ویت نامی عوام وہی کچھ کریں اور ویت نام پر ان بدیسی مہمانوں کی مرضی کے مطابق حکومت قائم ہو۔ لیکن ویتنام کے عوام کو یہ بات منظور نہیں۔ انہوں نے کبھی کسی کی غلامی قبول

نہیں کی۔ آج سے کوئی قریباً دو سو سال پہلے ان کے
وطن پر جب فرانس نے قبضہ کر لیا تھا تو اس وقت بھی
انہوں نے اس قبضے کے خلاف جنگ کی تھی۔ ۱۹۱۹ء
میں پہلی جنگِ عظیم کے دوران فرانسیسی تو ویت نام
سے چلے گئے لیکن جاپانیوں نے ویت نام کی سرزمین
پر قبضہ کر لیا۔ ویت نامی عوام اس قبضے سے کس طرح
خوش ہو سکتے تھے۔ دوسری جنگِ عظیم کے فوراً بعد
نہ صرف انہوں نے اپنے وطن سے جاپانیوں کو نکال
باہر کیا بلکہ اپنے بادشاہ "باؤ دائی" کو بھی اقتدار سے
محروم کر دیا کیونکہ ویت نام کے عوام کا خیال تھا کہ
یہ بادشاہ غیر ملکیوں کی مدد کرتا ہے۔ باؤ دائی کی حکومت
کے خاتمے کے بعد پورے ملک میں عوامی حکومت قائم
ہو گئی جس کے سربراہ "ہوچی منہ" تھے۔ ہوچی منہ وہ
عظیم لیڈر تھے جنہوں نے دنیا کی تاریخ میں سب سے
بڑی جدّ و جہدِ آزادی، جنگِ آزادی ویت نام کا
آغاز کیا تھا۔ ان کی قوم انہیں پیار سے "چاچا ہو"
کے نام سے پکارتی تھی۔

ویت نامیوں کی آپس کی بعض لڑائیوں
سے فائدہ اٹھا کر فرانس نے پھر ویت نام پر قبضہ جمانے
کی کوشش کی اور اس ملک کے جنوبی علاقے پر قبضہ کیا۔
اس طرح ملک کے دو حصے ہو گئے۔ شمالی حصہ کو۔ جو
غیر ملکی تسلط سے آزاد تھا شمالی ویت نام اور جنوبی
حصے کو جو غیر ملکی قبضے میں تھا جنوبی ویت نام کہا جانے
لگا۔ غیر ملکیوں نے جنوبی ویت نام پر اپنی مرضی کی
حکومت قائم کرا دی۔ ظاہر ہے یہ حکومت عوام کی
اپنی مرضی کے مطابق نہ تھی۔ جنوبی ویت نام پر غیر ملکیوں کے
قبضے کے بعد ویت نامی عوام نے ان غیر ملکیوں کے خلاف
جنگ شروع کر دی۔ یہ لڑائی کئی سال تک جاری رہی
آخر ۱۹۵۴ء میں امن کا ایک معاہدہ ہو گیا جو معاہدۂ
جنیوا کے نام سے مشہور ہے۔

اس معاہدہ کی رُو سے طے پایا کہ تمام غیر ملکی
فوجیں دس ماہ کے اندر اندر ویت نام سے واپس
چلی جائیں گی اور ملک کے دونوں حصوں کو دوبارہ ایک
کر دیا جائے گا۔ اس معاہدہ پر عمل درآمد کرانے کیلئے
تین ملکوں کا ایک کمیشن قائم کیا گیا۔ معاہدے کے تحت
فرانس کی فوجیں تو واپس چلی گئیں لیکن معاہدے کی
دوسری شرطوں پر عمل نہیں ہوا۔ فرانسیسی فوجوں کی واپسی
کے بعد جنوبی ویت نام میں جو حکومت قائم ہوئی وہ عوام
کی نمائندہ حکومت نہیں تھی۔ اس حکومت کے سربراہ جنرل
ڈائم تھے۔ انہوں نے حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے
امریکہ سے فوجی امداد لینا شروع کر دی اور دیکھتے ہی
دیکھتے کافی فوج جنوبی ویت نام میں جمع ہو گئی۔ جنوبی
ویت نام کے عوام نے اس غیر ملکی فوج کے خلاف لڑائی
شروع کر دی۔ انہوں نے اپنی اس لڑائی میں شمالی ویت نام
کے لوگوں سے بھی مدد لی۔ اس پر امریکہ نے شمالی ویت نام
پر بمباری شروع کر دی اور اس طرح لڑائی پورے
شمالی ویت نام میں پھیل گئی۔ علاقے کے پُرعزم عوام
نے طویل عرصے تک بدترین تباہیوں کا سامنا کیا۔ عالمی
اخبارات و جرائد ان خبروں سے بھرے پڑے ہیں کہ
ویت نام کے کھیتوں اور میدانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں

ہے جہاں بم گرنے سے گڑھے نہ پڑے ہوں۔ پورے علاقے میں اتنی بمباری کی گئی ہے کہ اس کا حساب صرف ٹنوں میں کیا جا سکتا ہے۔ ہزارہا خاندانوں کو تباہی و بربادی کے ہولناک واقعات کا سامنا کرنا پڑا۔

ویت نام کی جنگ کے سلسلہ میں جنگ بندی سے پہلے کے چند ہفتوں کو بطور خاص یاد رکھا جائے گا۔ نومبر ۱۹۷۲ء میں نئے امریکی انتخابات کے موقع پر جنگ بندی ہوتے ہوتے رہ گئی تھی اور باقاعدہ طور پر مذاکرات میں ناکامی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد شمالی ویت نام کو دوبارہ مذاکرات پر راضی کرنے کے لئے صدر نکسن کو ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑا لیکن اس مرحلہ میں اس وقت تک کامیابی نہ ہو سکی جب تک کہ دیوہیکل بی ۵۲ بمباروں نے بیسویں درجے عرض البلد کے شمال میں جا کر ہنوئی پر اندھا دھند بمباری نہیں کی۔ دو ہفتے کی اس مہم کے دوران امریکہ کے سولہ بمبار طیارے جن میں سے ہر ایک کی قیمت ایک کروڑ ڈالر بتائی جاتی ہے تباہ ہوئے اور ستاون سے ہوا باز نشانہ بنے۔ یہ بمباری اس قدر بڑے پیمانے پر کی گئی کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی مثلاً بمباری شروع ہونے کے بعد صرف ایک ہفتے میں چودہ سو پروازیں کی گئیں اور ہر پرواز میں تیس ٹن وزنی بم گرائے گئے۔ آس پاس کے علاقوں میں جتنے بھی امریکی طیارے موجود تھے سب کے سب بمباری پر لگا دیئے گئے تھے۔ اس کے باوجود A.F.P کی خصوصی رپورٹس سے یہ خبر ملی کہ ہنوئی کی زیر زمین زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ہوٹلوں میں آزاد خیال، انصاف پسند امریکی، گٹار نواز خواتین ماضی کی طرح امن کے نغمات چھیڑتی رہیں، ہوائی حملوں کے وقت بچے حسب معمول ورزش کرتے رہے، اور حملوں کے درمیان آدھ آدھ گھنٹوں کے وقفے میں بھی کارخانوں میں کام ہوتا رہا —— ان دو ہفتوں کے دوران شمالی ویت نام کے نقصانات کا تخمینہ لگانا دشوار ہے لیکن اس طرح کچھ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ ہنوئی کے صرف ایک شاپنگ سینٹر "کھام تھین" میں دو سو پندرہ افراد ہلاک اور دو سو ستاون زخمی ہوئے اور یہ تعداد کم ہے کیونکہ کچھ عرصہ قبل علاقے سے ہزاروں خاندانوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا جا چکا تھا۔ ان دو ہفتوں کے دوران عالمی خبر رساں ایجنسیوں کے بہت سے نمائندے ہنوئی میں موجود تھے۔ ان سب کا بیان یہی ہے کہ بمباری کی شدت کی کوئی حد نہ تھی لیکن لوگ کس قدر پُرسکون تھے بیان نہیں کیا جا سکتا!

اس موقع پر ہم ویت نام کے بہادر عوام کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ تعداد میں صرف تین کروڑ نوے لاکھ ہیں لیکن دنیا کی عظیم طاقتیں بھی انہیں اپنے آگے جھکانے میں ناکام رہیں۔ فرانس، جاپان اور امریکہ یکے بعد دیگرے میدان میں آتے رہے اور ۱۸۵۸ء سے ۱۹۷۳ء تک اس چھوٹی سی قوم سے برسر پیکار آزمائی کرتے رہے لیکن ویت نامیوں نے اپنی آزادی اور حق خود اختیاری کی جد و جہد کبھی ترک نہیں کی۔ ان کی عورتیں اور بچے تک میدان میں اُتر آئے اور مسلسل برسر پیکار رہے۔ ویت نامیوں

کامیابی کا اصل سبب یہ تھا کہ ایک واضح نصب العین سے انہیں والہانہ عشق تھا۔ انہیں ہوچی منہ جیسے مخلص اور بے لوث قائد میسر آتے رہے۔ قومی قیادت اور عوام کے درمیان ہمیشہ تعاون اور اعتماد کی فضا قائم رہی۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو وہ محض فوجی امداد کے بل پر اتنی ہولناک جنگی قوت رکھنے والی طاقتوں کا نہ مقابلہ کر سکتے تھے اور نہ بالآخر امریکہ کو میدان جنگ چھوڑ کر مذاکرات کی میز پر آنے کے لئے مجبور کر سکتے تھے۔

بہرحال جنگ بندی کے اس سمجھوتے سے امن کا ایک نیا دَور شروع ہوتا ہے اور اس سے دنیا کو سب سے بڑا درس یہ ملا ہے کہ قوموں کے باہمی جھگڑے میدانِ جنگ میں نہیں بلکہ مذاکرات کی میز ہی پر حل ہو سکتے ہیں۔ اس سمجھوتے نے دنیا کی بڑی قوموں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ چھوٹی قوموں کے حق آزادی اور خود اختیاری کا احترام کریں کیونکہ وہ اپنی زبردست ایٹمی طاقت کے باوجود اس حق کو ان سے نہیں چھین سکتیں اور چھوٹی قوموں کو اس سمجھوتے نے یہ سبق دیا ہے کہ اگر وہ پورے عزم و ایثار کے ساتھ اپنی آزادی کے لئے مسلسل جدوجہد جاری رکھیں تو بالآخر کامیابی اور باعزت انجام اُن کے حصے میں آتا ہے۔

ہلاکت اور تباہی کا جائزہ۔ چند اعداد و شمار امریکی ذرائع کے مطابق

● فوجیوں کا جانی نقصان :۔

امریکہ ——— پینتالیس ہزار آٹھ سو چوراسی

جنوبی ویت نام ——— ایک لاکھ اٹھاسی ہزار

شمالی ویت نام ——— نو لاکھ نو سو نو

امریکہ ——— تین لاکھ تین ہزار سینتالیس

● زخمی :۔

● شہریوں پر کیا بیتی :۔

ہند چینی کی کل آبادی ساڑھے چار کروڑ تھی ہر پینتیس میں سے ایک ہلاک اور ہر پندرہ میں سے ایک فرد زخمی ہوا۔ مجموعی طور پر چالیس لاکھ تیس ہزار افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔

● جنگی قیدی :۔

امریکہ ——— پانچ سو چوالیس

لڑتے ہوئے لاپتہ ——— ایک ہزار ایک سو اکیاون

شمالی ویت نام ——— چھتیس ہزار تین سو چونسٹھ

● پناہ گزین :۔

مختلف شہروں میں مقیم ——— گیارہ لاکھ افراد

● امریکی بمباری کی شدت :۔

آخری ہفتوں کی شدید ترین بمباری کو چھوڑ کر اڑسٹھ لاکھ ٹن (جبکہ دوسری جنگ عظیم میں کل بیس لاکھ ٹن بم برسائے گئے تھے۔)

مالی نقصانات کا ابھی کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکا ہے ——— !

تبصرہ

شمائل احمدؐ

محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع سرگودھا تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ کتابچہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے شائع کیا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت مقدسہ کے متعلق بعض نہایت مستند روایات کو درج کیا گیا ہے جو بہت عرصہ قبل حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور دوسرے بزرگوں نے محفوظ فرمائی تھیں۔ اِن بیان شدہ واقعات سے حضور علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ جو ایک سعید الفطرت انسان کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اُس سے آپؑ کی راست گفتاری، آپؑ کی امانت و دیانت، آپؑ کی حد درجہ محنت کی عادت اور آرام طلبی سے نفرت، غریبوں کے ساتھ ہمدردی، مہمان نوازی، سادہ زندگی، آپؑ کا صبر اور عفو، آپؑ کے دل میں خدمتِ دین کا جذبہ اور شعائر اللہ کا احترام اور پھر آپؑ کی عباداتِ الٰہی میں محویت، غرضیکہ آپ کی سیرتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کا علم ہوتا ہے۔

یہ کتابچہ ہر صاحبِ دل کے لئے بے حد مفید ہے لیکن بچوں اور نوجوانوں کے لئے تو اس کی افادیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ انہیں اس کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔"

احادیث الاخلاق

یہ کتاب محترم مولانا غلام باری صاحب سیف فاضل نے تالیف فرمائی ہے جسے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے شائع کیا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین خیر الاوّلین و الآخرین کی بعض احادیثِ مبارکہ کو جمع کیا گیا ہے جو اخلاق کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ حضورؐ کے کلام میں اللہ تعالیٰ نے جو روشنی اور جاذبیت رکھی ہے وہ اس مجموعہ سے بھی خوب عیاں ہے۔ اس ہادی اعظمؐ کا ایک ایک فقرہ ہدایت دینے والا اور روشنی بخشنے والا ہے اور اس قابل ہے کہ اس کو یاد رکھا جائے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خصوصاً ہمارے نوجوانوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

قیمت علاوہ محصولڈاک شمائل احمد ۵۰-۱ روپیہ

احادیث الاخلاق ۲۵-۲ روپیہ

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی

مریضوں کی عیادت :-

۱۔ مورخہ ۱۵ ماہ صلح کو ایک وفد ہسپتال مریضوں کی عیادت کے لئے گیا جس میں ۹ خدام شامل تھے۔ وہاں جا کر انہوں نے مریضوں کی عیادت کی۔ دعائیں کرنے کا وعدہ بھی کیا۔

۲۔ مورخہ ۱۵ صلح کو ۴ خدام پر مشتمل ایک وفد جناح ہسپتال گیا جس نے وہاں پر ۵ مریضوں کی ڈیڑھ گھنٹہ تک عیادت کی۔

۳۔ مورخہ ۲۲ صلح ایک وفد جس میں ۱۱ خدام شامل تھے مکرم عطاء الرحمٰن صاحب طاہر صدر حلقہ جماعت احمدیہ سوسائٹی کے گھر انکی عیادت کے لئے گیا جو اسی دن ایک حادثہ میں زخمی ہوئے تھے۔

۴۔ مورخہ ۲۱ صلح کو ایک وفد مکرم قائد صاحب کی سرکردگی میں ہسپتال ایک احمدی بزرگ مکرم میراں اللہ صاحب کی عیادت کے لئے گیا جس میں ۹ خدام شامل تھے۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر خدمتِ خلق کا خصوصی کام

۱۔ عید کے مبارک موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی کے ۵ خدام نے فضل عمر ڈسپنسری کیلئے عطیات اکٹھے کئے۔ ان خدام نے بڑی محنت سے ایک گھنٹے کے اندر -/۴۰۰ روپے کے عطیات حاصل کئے۔

۲۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں اکٹھی کرنے کا خاص پروگرام بنایا گیا۔ مجلس سوسائٹی میں تین مراکز قائم کئے گئے جہیں خدام کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ احمدی گھرانوں سے قربانی کی کھالیں اکٹھی کریں اور ان مراکز میں پہنچائیں۔ الحمدللہ تمام خدام نے نہایت دلچسپی اور بشاشت سے یہ کام سرانجام دیا اور قریباً ساٹھ کھالیں جمع کیں۔ اس جدوجہد میں بعض خدام نے عید کے مبارک دن کھانا بھی نہیں کھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب مخلصوں کو جزائے خیر دے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

دوسرا ایک روزہ اجتماع :-

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کا دوسرا یک روزہ اجتماع ۲۸ صلح (جنوری) بروز اتوار منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا۔

صدرِ محترم کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے اور ٹھیک ۹ بجے تلاوتِ قرآن کریم سے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا جو مکرم منیر الدین عبید اللہ صاحب نے کی۔ صدرِ محترم کے ساتھ مرکز سے مہتمین و نائب معتمد صاحب مرکزیہ بھی تشریف لائے تھے۔ تلاوتِ قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم صدر صاحب نے خدام کا عہد دہرایا جس کے بعد صدر محترم نے ایک روح پرور خطاب سے ہمارے دوسرے یک روزہ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ آپ کے خطاب کا کسی قدر خلاصہ درج ذیل ہے۔ آپ نے فرمایا:-

مجھے آپ کے یک روزہ اجتماع پر آکر دلی مسرت ہوئی۔ کیونکہ میری آپ سے ملاقات کرنے کی دلی خواہش تھی۔ میں آپ سب کو علَمِ انعامی حاصل کرنے پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ کو یہ بھی یاد رہے کہ علَمِ انعامی آپ کو اسلئے نہیں ملا کہ آپ عملی لحاظ سے ایک مثالی مجلس بن گئے ہیں بلکہ یہ آپ کو گزشتہ سے پیوستہ سال کی نسبت غیر معمولی ترقی کرنے کی خوشی میں ملا ہے۔ یہ مت خیال کریں کہ آئندہ اس سے آگے نکلنے کی گنجائش نہیں رہی۔ کیونکہ مومن کا ہر قدم آگے کی طرف ہی بڑھتا ہے کسی مقام پر رُک نہیں جاتا۔ خدا کرے کہ ہمارے قدم بھی کبھی نہ رُکیں۔ اب میں آپ میں مزید تبدیلیاں دیکھنا چاہتا ہوں۔ خدا کرے کہ یہ نیک تبدیلیاں آپ میں پیدا ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ارشاد آپ کو سناتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ انسان وہ زندہ کہلاتا ہے جس کے اندر حرکت ہو، جدّ و جہد ہو۔ اسے ہم سمجھیں گے کہ ہر لحاظ سے آگے بڑھ رہا ہے۔ یعنی اپنے اخلاق، نیکی، تقویٰ اور روحانیت کے لحاظ سے زندہ شخص ہے جسے ہم محسوس کریں کہ زندگی کے ہر لمحہ میں اس کا ہر قدم آگے ہی کی طرف ہوتا ہے۔

صدرِ محترم نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اندر یہ احساس پیدا کر دے کہ آپ اپنی حالت کو دن بدن آگے ہی بڑھاتے چلے جائیں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو کامیاب کرے اور آپ کا اس کے انعقاد کا مقصد بر آئے۔ یاد رکھیں کہ اس طرح کے اجتماعات اپنے اندر پروگراموں کے لحاظ سے ہی صرف مفید نہیں ہوتے بلکہ اس کے متعدد اور بھی فوائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے آپ کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے آپ کے لئے مفید بنا دے تا آپ اپنے مقصد کو اس کی رضا سے پانے والے ہوں آمین۔

اس کے بعد انفرادی و اجتماعی ورزشی مقابلے ہوئے۔

۲ بجے سہ پہر علمی پروگرام شروع ہوا۔ جس میں "پیشگوئی مصلح موعودؓ کا ایک پہلو" کے عنوان پر قیادت کے ۲ خدام کے مابین تقریری مقابلہ ہوا۔

اس کے بعد اختتامی اجلاس کی کارروائی زیرِ صدارت مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم محمد محمود اقبال صاحب نائب قائد نے کی۔ اس کے بعد مکرم شیخ بشیر احمد صاحب

دہلوی قائد مجلس نے فرمایا کہ مومن کا ہر قدم ہمیشہ آگے ہی کی طرف بڑھتا ہے اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔ خدا کرے کہ ہمارا ہر قدم آگے کی طرف ہی بڑھتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے ہمیں اپنی حقیر سی کوششوں سے اس کے فضل کو جذب کرنے والے بنائے اور ہمارا ہر قدم اس کی خوشنودی اور رضا کو حاصل کرنے والا ہو۔ اس لئے آپ اپنے کاموں کو مزید تیز رفتاری سے کریں۔ اس کے بعد میں مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس مرکزیہ سے خدام کو اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ جس پر صدر محترم نے امسال یک روزہ اجتماع کے موقع پر جائزہ کے لحاظ سے اوّل آنے والے حلقہ نیوکیمپس کو رننگ ٹرافی اپنے دست مبارک سے دی اور اس کے علاوہ دیگر خدام و اطفال کو ورزشی علمی (تقریری و تحریری) مقابلہ میں اوّل، دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات تقسیم کئے اور اس اجتماع کا بہترین اتھلیٹ مکرم سعید احمد صاحب چیمہ زعیم حلقہ نیوکیمپس کو قرار دیا گیا۔

اس کے بعد صدر محترم نے جو بصیرت افروز خطاب خدام و اطفال سے فرمایا تھا اس کا کسی قدر خلاصہ درج ذیل ہے:۔

اچھی عادات کو اختیار کر کے انسان کا وجود کئی گنے زیادہ کارآمد اور مفید بن جاتا ہے۔ اچھی عادت پیدا کرنے کے لئے کافی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ لیکن انسان کے اندر ایک دفعہ پیدا ہو جانے والی عادت ہمیشہ کے لئے قائم رہتی ہے۔ اس سے فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ لوہے کا ایک ٹکڑا اتنا کارآمد نہیں جتنا کہ ایک چاقو یا چھری یا کوئی اور آلہ جو لوہے کی شکل کو بدل کر تیار کیا جائے لیکن لوہے کو چاقو، چھری یا کسی اور آلے میں ڈھالنے کے لئے کئی مراحل اور شکلوں میں سے گذارنا پڑتا ہے۔ یہی حال انسانی عادات کا ہے۔ غیر تربیت یافتہ انسان خام مال کی طرح ہے اور تربیت یافتہ انسان تیار شدہ مال کی طرح۔ انسان کے اندر سچ کا پیدا ہو جانا بہت بڑا کام ہے۔ اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ سچے کو بعض اوقات مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے لیکن ہے یہ بہت مفید اور نفع بخش۔ نیک عادات سے زندگی میں بہت بڑے تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ زندگی کے ساتھ انسانی عادات کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔ اسلئے اچھی عادات پیدا کرنے کے لئے مجاہدات اور کوشش کی بہت ضرورت ہے۔ صدر محترم نے فرمایا کہ اگر سچائی قومی سطح پر پیدا ہو جائے تو قوم کی خوشحالی اور ترقی میں بہت مد ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ دیانتداری، وفاداری، اور بددیانتی غداری ہے۔ بنی نوع انسان کے اچھے اخلاق دنیا میں بہت بڑی تبدیلیاں پیدا کر دیتے ہیں۔

صدر محترم نے اراکین مجلس عاملہ کی توجہ اس طرف دلائی کہ ہمارا ملک اس وقت اخلاقی اور اقتصادی لحاظ سے بہت گر گیا ہے اسلئے آپ کو ہر وقت اچھی

عادات (جسمانی، اخلاقی، علمی اور روحانی) پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے آپ کو مصائب سے گزرنا پڑے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے بھائی بعد میں بھی اس پر غور کریں گے اور اپنے اندر ان صفات کو پیدا کرنے کی کوشش اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اس اجتماع میں بفضلہٖ تعالیٰ ۲۴۸ خدام اور ۹۰ اطفال نے شرکت کی۔

پروگرام ہذا کے بعد صدر محترم و مہتمین کرام نے مقامی مجلس عاملہ کے ہمراہ رات کا کھانا نوش فرمایا جس کے دوران آپ نے کارکردگی کا مختصراً جائزہ لیتے ہوئے قیمتی ہدایات دیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور

یک روزہ ریفریشر کورس عہدیداران:۔

ضلعی مجالس کے قائدین اور مقامی مجالس کی مجالس عاملہ کے عہدیداران کا ایک روزہ ریفریشر کورس مسجد احمدیہ دارالذکر میں بتاریخ ۲۹، ۱۲ر نبوت (نومبر) ۱۳۵۱ھش منعقد ہوا۔

ریفریشر کورس کے افتتاحی اجلاس سے محترم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے خطاب فرمایا۔ اجلاس کا آغاز ۹½ بجے زیر صدارت محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس مرکزیہ تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔

قائد ضلع محترم ملک منور احمد صاحب جاوید نے سالِ گزشتہ کی ضلعی کارکردگی کے ذکر میں ان احباب کا شکریہ ادا فرمایا جن کے تعاون سے قیادت ضلع لاہور اوّل قرار پائی تھی۔ اس کے ساتھ ہی جملہ حاضرین سے مزید کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست کی۔ ازاں بعد چوہدری صاحب موصوف نے خطاب فرمایا۔

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد خدام سے فرمایا کہ قرآن کریم میں بار بار آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول انسان کا مقصدِ حیات ہے خدمتِ دین کے سلسلہ میں خدام کو توجہ دلائی کہ بطور خدام الاحمدیہ آپ کا دائرہ کار سارے عالم پر محیط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں سستی پر خدا تعالیٰ کی گرفت بھی سخت ہوتی ہے ہم نے پچیس سال قبل اس ملک کو اس کا نام بلند کرنے کے لئے حاصل کیا تھا مگر ہم اس خدا تعالیٰ کا یہ چھوٹا سا حکم بھی بھول گئے کہ ہمارا پڑوسی بھوکا نہ سوئے اور اس کا نتیجہ ہم نے وسیع پیمانے پر ہمالیہ نقصان کی صورت میں دیکھ لیا۔ اس مرحلہ پر آپ نے خدام کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پڑھ کر سنایا کہ کوئی احمدی بھوکا نہ سوئے اور فرمایا آہستہ آہستہ اس کو وسعت دیں حتّٰی کہ کسی احمدی کا کوئی بھی پڑوسی بھوکا نہ سوئے۔ فرمایا خدام کا مقام یہ ہے کہ جہاں تک ان کو کسی بھائی کی تکلیف کا علم ہو بمطابق استعداد اس کی مدد کریں۔ اس سے معاشرہ کی اصلاح ہوگی اور ہمارے دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں گے۔

صدر جلسہ نے محترم چوہدری صاحب کا اپنے اور سامعین کی طرف سے شکریہ ادا کر دیا۔ دعا پر افتتاحی

اجلاس ختم ہوا۔

بعدہٗ صدر صاحب مرکزیہ کی صدارت میں قائد ضلع، معتمد مرکزیہ اور مہتمین کرام نے جملہ عہدیداران کو شعبہ وار تفصیلی ہدایات دیں۔ ہر شعبہ کی تفصیلات کے ذکر کے بعد عہدیداران کو سوالات کا موقع دیا جاتا جن کے جوابات کے ذریعہ کارکنان کو مزید ہدایات دی جاتی رہیں۔ یہ سلسلہ تقریباً ایک بجے دوپہر تک جاری رہا۔

دوپہر کا کھانا قیادتِ ضلع کی طرف سے جملہ عہدیداران کو پیش کیا گیا۔ جس کے بعد نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد صدرِ مرکزیہ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے عہدیداران سے خطاب فرمایا۔

آپ نے عہدیداران کو توجہ دلائی کہ انہیں اپنے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہیئے کہ وہ عام خدام کی نسبت زیادہ ذمہ دار ہیں اور قیامت کے روز ہر عہدیدار اپنے کام کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا۔ اس لئے ہمیں خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہونیکا احساس پیدا کرنا چاہیئے ـــــ فرمایا کہ دوسری بات جس کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف شکلوں میں بیان فرمایا ہے کہ ہمارا کام بہت مشکل ہے کہ انسان، انسانِ کامل بنے۔ اس سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان ہے کیا۔ انسان کی استعدادیں چار قسم کی ہیں۔ جسمانی، ذہنی، مالی اور اخلاقی اور ہمارا ہر شعبہ کسی نہ کسی استعداد کے صحیح استعمال کی تربیت کیلئے ہے ـــــ تیسرے آپ نے عہدیداران کو فرمایا کہ اپنے زمانہ سے کچھ آگے اور کچھ پیچھے جا کر سوچیں، اس بات کا جائزہ لیں کہ جو کام آج ہم کر رہے ہیں ہم سے پہلے جو بزرگ یہ کام سرانجام دے رہے تھے ان کی عملی حالت کیا تھی، وہ تقویٰ کے کس معیار پر فائز تھے اور اپنے آپ کو اس معیار پہ لانے کی کوشش کریں۔ اگر ہم نے اسی جذبہ، معیار اور مستعدی کو برقرار نہ رکھا تو آنے والے ہم سے قدرے کم معیار پہ پورے اُتریں گے اس طرح ہماری سُستی کئی نسلوں میں بڑھ جائے گی۔ اس لئے علم، تقویٰ، اخلاق، تعلق باللہ اور سلسلہ سے مراسم میں پہلوں کے حقیقی جانشین بننے کی کوشش کریں اور نئی پود کو ان ہی امور میں ابھی سے تیار کریں تا آپ پہلوں کے اور وہ آپ کے صحیح جانشین ہوں۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت مصلح موعود نے صلاحیتوں کے مضمون کو لیا ہے کہ انسان حواسِ خمسہ کی نشوونما کر کے حیرت انگیز کام لے سکتا ہے۔ مثلاً افریقہ کے لوگ کان زمین سے لگا کر معلوم کر لیتے ہیں کہ دشمن کس تعداد میں کتنے فاصلے پر آرہا ہے۔ آخر پہ آپ نے دعا فرمائی کہ خدا تعالیٰ حقیقی مقاصد ہمیں حاصل کرنے کی احسن رنگ میں توفیق عطا فرمائے۔

اجتماعی دعا پر یہ یک روزہ ریفریشر کورس قریباً ساڑھے تین بجے سہ پہر ختم ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر کا ماہانہ تربیتی اجلاس مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۷۳ء نماز جمعہ کے بعد مسجد فضل میں مکرم میاں مبارک احمد صاحب قائد ضلع کی زیر صدارت ہوا۔

اس اجلاس میں مکرم و محترم مربی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ نے "بزمِ حُسنِ بیان" کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے خدام کو اس بزم کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدام کو چاہیئے کہ وہ تقاریر خود کھڑے ہو کر بلا جھجک کریں۔ تاکہ کسی غیر کو تبلیغ کرتے ہوئے آپ شرم محسوس نہ کریں۔ اس بزم کے قیام کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ اپنے دل کی آواز دوسروں تک پہنچا سکیں اور اپنے مقصد کا اظہار کر سکیں۔

آپ کے علاوہ اس اجلاس میں مکرم ملک مبشر احمد صاحب، مکرم سید عبدالماجد صاحب، مکرم سیف اللہ صاحب چیمہ، مکرم شیخ محمد جمیل صاحب، مکرم مبشر احمد صاحب مبشر نے تقاریر کیں۔

آخر میں مکرم میاں مبارک احمد صاحب قائد ضلع نے خدام سے خطاب فرمایا۔ آپ نے مجلس کی مساعی کو سراہا اور آئندہ بھی ایسے پروگرام بنانے کی طرف توجہ دلائی اور زیادہ سے زیادہ خدام کو حصہ لینے کی تاکید فرمائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی

یک روزہ تربیتی کلاس۔

اس کلاس میں ۶۲/۹۷ خدام شریک ہوئے۔

افتتاح مکرم قائد صاحب ضلع کراچی نے فرمایا۔ آپ نے خدام کو محاسبۂ نفس اور وقت کی پابندی کی تلقین فرمائی۔ بعدہٗ خدام کو اختلافی مسائل یاد کروائے گئے۔ اس کلاس میں تمباکو نوشی اور سینما بینی کے نقصانات خدام پر واضح کئے گئے۔ خدام کو نماز باجماعت باقاعدہ ادا کرتے رہنے کی تلقین کی گئی۔ خدام نے اس کلاس میں جھوٹ بولنے سے اجتناب کا کھڑے ہو کر عہد کیا۔

کلاس کا ایک دلچسپ پروگرام دینی و مذہبی سوالات کے جوابات تھا۔ خدام نے پوری دلچسپی کے ساتھ اس میں حصہ لیا۔ کلاس میں عام دینی معلومات کا امتحان بھی لیا گیا۔ ۶۲ خدام نے یہ پرچہ حل کیا۔

اختتامی اجلاس میں مکرمی مولوی رفیق احمد صاحب جاوید مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدام سے خطاب فرمایا اور دُعا کے بعد یہ کلاس ختم ہوئی۔

مطالعہ احمدی اور غیر احمدی میں فرق

۸۸ خدام نے مطالعہ کیا اور ۸۱ امتحان میں شریک ہوئے۔

تحریکِ جدید

سو فیصد خدام تحریک جدید میں شامل ہیں۔

تین خدام نے دورانِ ماہ اپنے وعدہ جات پہلے سے دوگنے کئے

کل خدام ۱۰۰ - کل وعدہ -/۱۲۹۰۷ -

وصولی -/۴۹۰۷ -

اشاعت

مجلس کے سو فیصد خدام اور سو فیصد اطفال

بالترتیب رسالہ خالد اور تشحیذ کے خریدار ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور

چھ تبلیغی پارٹیاں منعقد کی گئیں۔

یوم تربیت

۱۹ر جنوری ۱۹۷۳ء کو یوم تعلیم و تربیت منایا گیا۔

اجتماعی نماز تہجد ادا کی گئی۔ ۱۹ اخدام، ۲۹ اطفال اور ۲۲ انصار شریک ہوئے۔

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ۶۷ دعائیہ خطوط لکھے گئے۔ حلقہ جات میں تربیتی اجلاس منعقد کئے گئے۔

دوران ماہ ایک خادم نے وصیت کی اور موصیان کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ انور آباد

اجتماعی وقار عمل:۔

مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۷۳ء صبح ساڑھے آٹھ بجے ۱۲ خدام اور ۶ اطفال نے انور آباد سے کھنڈو کو جانے والی سڑک پر اجتماعی وقار عمل کیا۔ سڑک کے دونوں طرف کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے گزرنے والوں کو بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ خدام نے ان ڈھیروں کو سڑک سے دور پھینکا اور سڑک میں پڑے ہوئے گڑھوں کی مرمت کی۔ تقریباً ۱۰۰ گز لمبی سڑک درست کی اور دو گھنٹے وقت صرف ہوا۔

مجلس ۵۹۹ گ ب احمد آباد

مجلس ہذا کے خدام نے ۲ر فروری کو مکرم مرزا مظفر احمد صاحب منصور اور مکرم قائد صاحب ضلع کی معیت میں اجتماعی وقار عمل منایا۔ اس وقار عمل میں تین مختلف مقامات پر ۲۰۳۵ فٹ لمبی سڑک کی مرمت کی گئی۔ بعد ازاں مسجد کی صفائی بھی کی گئی۔

تربیتی اجلاس:۔

نماز جمعہ کے بعد ایک تربیتی اجلاس بھی ہوا۔ جس میں متعدد خدام نے تقاریر کیں۔ مکرم میاں مبارک احمد صاحب قائد ضلع نے اہمیت نماز کے موضوع پر بڑی موثر تقریر کی اور آخر میں مکرم بشارت احمد خان صاحب معلم وقف جدید نے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ یہ مفید پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی

مورخہ ۲۴/۲ کو خدام کے دو گروپوں نے ہسپتال میں ۳۰ مریضوں کی عیادت کی۔ بعض مستحق مریضوں کو پھل، ٹوتھ پیسٹ، صابن وغیرہ بھی دیا گیا۔ مریضوں نے مجموعی طور پر بہت اچھا اثر لیا۔

ایک دلچسپ اقتباس

محترم مرزا مبشر احمد صاحب آف گجرات نے حسب ذیل دلچسپ اقتباس ارسال فرمایا ہے جو ہدیۂ قارئین ہے —— (ایڈیٹر)

"ڈاکٹر صاحب (سر محمد اقبال) سر سید کی وفات سے خود بھی متاثر تھے اپنے قابل احترام استاد (مولوی میر حسن) کی ہدایت نے اس تاثر کو اور گہرا کیا استاد اور شاگرد دونوں نے تاریخیں نکالیں اور مادہ ہائے تاریخ کے انتخاب کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کمیٹی نے مولوی میر حسن اور ڈاکٹر اقبال کی تاریخوں کو بہترین قرار دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی نکالی ہوئی تاریخ وفات سر سید احمد خان کی لوح مزار پر کندہ کرائی گئی جو اب تک موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآن پاک کی آیت سے تاریخ نکالی:۔

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ

یہ آیہ مبارکہ سورہ آل عمران (پارہ تلك الرسل) کا ایک جزو ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خداوند قدوس کی اس خوشنودی کا اظہار کیا گیا ہے جس میں یقین دلایا گیا ہے کہ وہی موت دینے والا ہے وہی درجات بلند کرنے والا اور پاک کرنیوالا ہے (الزامات اور بہتان طرازیوں سے) یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام کی شان رفعت اور سیرت و کردار کی پاکیزگی کو بھی ظاہر کرتی ہے اور انکے تہمت لگانے والوں کے مقابلہ میں کھلا ہوا چیلنج ہے۔"

(روزگار فقیر ص۲۷ مصنفہ فقیر سید وحید الدین)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مطبوعات

- خدام کے تعلیمی کارڈ : ۱۰ پیسے
- اطفال کے لئے "یاد رکھنے کی باتیں" : ۵۰ "
- خدام و اطفال کیلئے "شمائل احمد" : ڈیڑھ روپیہ
- احادیث الاخلاق : سوا دو روپے
- دینی معلومات : ایک روپیہ
- چہل حدیث : دس پیسے
- مشعل راہ : بیس پیسے
- کامیابی کی راہیں : (مجلد سیٹ) تین روپے
- " " " : (غیر مجلد سیٹ) اڑھائی روپے
- Lesson on Islam (فی حصہ) " "
- " " " (چاروں حصے) دس روپے

شعبہ اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

"خالد" کے بقایا داران اپنا بقایا جلد ادا کر کے ادارہ سے تعاون فرمائیں۔ (مینیجر)

فون نمبر فیکٹری: ۲۹۴۶ —— فون نمبر آفس: ۲۳۵۴
فون نمبر دکان: ۲۴۸۳ —— فون نمبر رہائش: ۷۶۶۱-۷۶۱۲
★ ہم اپنے کرم فرماؤں سے گزارش کرتے ہیں کہ پارچات خریدتے وقت سفینہ پرنٹنگ کے پارچات طلب فرمائیں۔
★ سفینہ پرنٹنگ کے پارچات واقعی دلفریب ہیں جو ڈیزائنوں میں لاجواب اور رنگوں میں جاذب نظر ہیں۔
سفینہ
پرنٹنگ اینڈ ڈائنگ ورکس
مقبول روڈ۔ لائلپور
برانچ آفس: عبداللہ کلاتھ ہاؤس۔ ریل بازار۔ لائلپور

Monthly **KHALID** *Rabwah*
AMAN 1352 H.S. —— MARCH 1973 —— REGD. No. L 5830
Editor : ABDUL BASIT SHAHID

Nusrat Art Press, Rabwah.